

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد بن عبد الله بن عبد المطلب

محمد بن عبد الله بن عبد المطلب



قرآن و سنت کی تعلیم کا ترجمان مسئلہ اعلیٰ حضرت کا پائیدار

سہ ماہی دیجاتناج الشرعہ

تراجم محل

بیادگار

محمد بن عبد الله بن عبد المطلب

جولائی
اگست
2023

زفر سائید

محمد بن عبد الله بن عبد المطلب

جس عید میلاد النبی اکابر آئمہ و محدثین کی نظر میں !!!

اہل سنت میں پیچھے رافضیوں کی خانہ تلاشی

حج و زیارت اور سیلفی کا جنون

بریلی شریف کی مرکزیت - اکابر کا متفقہ فیصلہ

قوم مسلم کی تباہی و بربادی مسلک اعلیٰ حضرت سے دوری کا نتیجہ ہے

عبد رضا

محمد ربیع الاسلام

پیشوا

میدان

اشاعت مقام
پھول بڑیا راج محل جھارکھنڈ

تنظیم موقف اعلیٰ حضرت علماء راج محل صاحب گنج جھارکھنڈ



8789417413 TPH

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد الدین صاحب القلہ اخیانی

امام احمد رضا خان قادری

قرآن و سنت کی بنیاد پر ایمان و عمل کی روشنی کا نیا

سہ ماہی دیجاتنا الشریعہ

راج محل

بیادگار

محمد احمد رضا خان قادری اخیانی

جُون
جُولائی
اگست
2023ء

مجلس مشاورت

حضرت سید معین الدین رضوی صاحب قبلہ
علیہ تاج الشریعہ امانت گھاٹ پیار پور
حضرت مفتی احسان الحق دانش رضوی صاحب
قاضی شرع راج محل صاحب گنج
حضرت علامہ مفتی عبدالکحیم رضوی صاحب
حضرت علامہ مولانا ذی الرحمن رضوی صاحب کلکتہ
حضرت مفتی اشرف رضا صاحب
حضرت مفتی ذاکر رحیم رضوی مصباحی صاحب پیار پور
حضرت مولانا انصار رضا نقوی صاحب حسن ٹولہ
حضرت مولانا منصور عالم مصباحی صاحب فیوٹولہ
حضرت مفتی شفیق الاسلام صاحب بیگم گنج
حضرت مفتی عبدالسلام مصباحی صاحب بیگم گنج
حضرت مولانا شفاق احمد رضوی صاحب
حضرت مولانا قلب الدین رضوی صاحب پھول پڑیا
حضرت مولانا شاہد رضا معظری صاحب بنگلور
حضرت مولانا منظور احمد رضوی حسن ٹولہ

حضرت علامہ مولانا مفتی

جمال الدین

حضرت علامہ مولانا
مفتی منظور احمد صاحب

قاضی مفتی عبدالکحیم رضا صاحب کراچی

حضرت مفتی
شاہد رضا نویدی صاحب

حضرت مولانا
برگت رضا صاحب

حضرت حافظ

حکیم شریف نازمی صاحب

مجلس تحقیقات

حضرت مفتی شاہد رضا نویدی مصباحی صاحب
مولانا قمر الزمان صاحب
مولانا منیر الدین صاحب
مولانا عبدالقادر مصباحی
مفتی اعجاز احمد مصباحی
مفتی حفیظ الرحمن صاحب
مولانا شمیم رضا صاحب
حضرت مولانا شیخ فرید صاحب ثقافتی بیگم گنج



تنظیم موقوفہ علی حضرت علمائے راج محل صاحب گنج جھاکھنڈ



8789417413 TPH ہر طرح کا عمدہ پوسٹر، پمفلٹ، کتاب کی پوزنگ وغیرہ کے لئے ضرورت و تقاضا کے مطابق ایس ایم ایف گراہنگز ڈیزائن میں محمد شارق رضا



فہرست

نمبر شمار	مضامین	عناوین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	----	مرکز اہل سنت کا پیغام قوم مسلم کے نام	فقیر محمد عہد رضا خان قادری بریلوی غفرلہ	۴
۲	نعت پاک	نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	اعلیٰ حضرت امام اہلسنت	۶
۳	منقبت	جسکو کہتے ہیں سہمی مسلک اعلیٰ حضرت	ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مولانا سراج تابانی کلکتہ	۷
۴	اداریہ	-----	محمد برکت رضا مصباحی ناظم اعلیٰ سہ ماہی تاج الشریعہ	۸
۵	درس قرآن	عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	محمد ربیع الاسلام ماسٹی راج محل	۱۱
۶	اتہار اہم ہے یا اعتبار؟	امادیت کریم کی روشنی میں	مفتی محمد حفیظ الرحمن مصباحی	۱۷
۷	آپ کے مسائل	-----	مفتی محمد شاہ کر رضا قادری مصباحی	۲۰
۸	-----	جشن عید میلاد النبی اکابر آئمہ و محدثین کی نظر میں !!!	محمد سلیمان رضا سلیمان مرتضوی	۲۲
۹	عید میلاد النبی	قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں قسط اول	محمد منیر الدین رضوی مصباحی راج محل	۲۷
۱۰	-----	اہل سنت میں چھپے رافضیوں کی غارتگاری	محمد مقصود عالم فرحت ضیائی	۳۷
۱۱	-----	نوجوانوں میں ابھرنا فتنہ ارتداد اسباب و علاج	محمد جمیم اکرم مرکزی	۴۱
۱۲	-----	حج و زیارت اور سیلفی کا جنون	محمد تحسین رضا قادری	۴۷
۱۳	-----	حصول علم دین کی اہمیت اور ہمارا معاشرہ	محمد شعیب خان رضوی	۵۱
۱۴	طلاق کی خرابیاں	اسباب و علاج۔ اسلام میں نکاح کا تصور قسط اول	مفتی شاہ کر رضا قادری مصباحی راج محل	۵۵
۱۵	-----	بریلی شریف کی مرکزیت۔ اکابر کا متفقہ فیصلہ	محمد جمیم اکرم مرکزی	۵۹
۱۶	-----	قوم مسلم کی تباہی و بربادی مسلک اعلیٰ حضرت سے دوری کا نتیجہ ہے	محمد تحسین رضا قادری	۶۷
۱۷	-----	فضائل و مناقب امام حسین رضی اللہ عنہ	محمد سلیمان رضا سلیمان مرتضوی	۷۱
۱۸	-----	سیرت حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	محمد شاہد رضا قادری رضوی منٹری	۷۵
۱۹	-----	سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی کی علمی خدمات	محمد تحسین رضا قادری	۸۰
۲۰	-----	تارک السلطنت حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنان	حافظ افتخار احمد قادری برکاتی	۸۴
۲۱	-----	علامہ نقی علی خاں کا علمی مقام	محمد منیر الدین رضوی مصباحی راج محل	۹۰
۲۲	-----	اعلیٰ حضرت امام اہلسنت اور اصلاح معاشرہ!	محمد شاہد رضا قادری رضوی	۹۶
۲۳	-----	تاجدار اہلسنت: قرآن و حدیث کی روشنی میں	حافظ افتخار احمد قادری برکاتی	۱۰۱

مرکز اہل سنت کا پیغام قوم مسلم کے نام

مبلغ اسلام، قائد ملت، جانشین حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری صاحب قبلہ اطال اللہ تعالیٰ عمرہ کی جانب سے جاری اعلامیہ جو مرکز اہلسنت سے چند برس قبل 101 سالہ عرس رضوی کے موقع پر فتنہ ارتداد پر ایک اہم پیغام جو ضرورت کے پیش نظر آپ تک دوبارہ پہنچایا جا رہا ہے اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سے استفادہ حاصل کریں۔

حامد اوصلیا و مسلما مسلمان بھائیوں! ہم جس دور میں جی رہے ہیں وہ فتنہ و فساد اور بے راہ روی کا دور ہے، ہر طرف سے دین و ملت پر حملے ہو رہے ہیں، دشمنان اسلام ہماری نسل کے ایمان و عقیدے اور عزت و آبرو کو برباد کرنے میں لگے ہیں جن کی زد میں غاص کر اسلام کی وہ بھولی بھالی بچیاں آرہی ہیں جو عصری اداروں، اسکولوں اور کالجوں میں پڑھتی یا پڑھاتی ہیں یا پھر سرکاری اور پرائیویٹ سیکڑوں میں نوکری کرتی ہیں اور دینی تعلیم اور اسلامی تہذیب و کلچر سے ناواقف ہیں۔ اور یہ سب کچھ ”آزادی نسواں“ کے نام پر ہو رہا ہے جس کے اعتبار سے لڑکیوں کا بے پردہ لگنا، غیر محرم کے ساتھ اختلاط حتیٰ کہ غیر مسلموں سے بات چیت کرنا میل جول رکھنا کوئی عیب نہیں ہے۔ جس کا برا انجام یہ ہوتا ہے کہ مسلم بچیاں ایمان و کفر کا فرق کیے بغیر بہت سارے موقعوں پر غیر مسلموں کے ساتھ شادیاں رچا لیتی اور ان کے ساتھ ہی زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیتی ہیں العیاذ باللہ جو ہر طرح خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اور اسکی وجہ سے گھر، خاندان، اور پوری قوم کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اس گناہ میں اولاد کے ساتھ گھروالے بھی برابر کے ذمہ دار ہیں چونکہ حدیث پاک کے مطابق ہر شخص اپنے ماتحت لوگوں کا ذمہ دار ہے کوتاہی برتنے کی صورت میں کل بروز قیامت اس سے سوال ہوگا، عورتیں نازک شیشہ کی طرح ہیں ان کو مدھارنا اور اسلامی ماحول میں ڈھالنا بڑوں کی ذمہ داری ہے۔ ان خرابیوں کو دور کرنے کی چند تدبیریں ہیں جن کو بروئے کار لا کر ایک پاکیزہ معاشرہ تیار کیا جاسکتا ہے۔۔

1. بچپن ہی سے بچے اور بچیوں کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی ضروری جائے جسکی صورت یہ ہے کہ محلے اور بستی میں موجود مسجد و مکتب کے اساتذہ سے مذہبی تعلیم و تربیت دلوائی جائے۔ ماں باپ خود بھی نیک اعمال کریں اور اپنی زندگی اسلامی ماحول میں گزاریں اور بچوں کو بھی اسی ماحول میں پروان چڑھائیں۔ چونکہ بچے شعوری و غیر شعوری طور پر ماں باپ کی بات سے زیادہ ان کے کردار کو لیتے ہیں۔

2. ماں باپ خود بھی گاہے بگاہے بچوں کے ذہن و فکر کا جائزہ لیتے رہیں کہ انیس اسکول کے ماحول نے ان کی فکر کو خراب تو نہیں کر دیا ہے اور موبائل کے بے جا استعمال سے بچوں کو دور رکھیں۔۔

3. ان کے اخلاق و عادات، رہن سہن اور ہم جویوں پر بھی نظر رکھیں کہ انسان ماحول کی پیداوار ہے جیسا ماحول پاتا ہے ویسی کرتا ہے۔

4. ماں باپ بچوں پر حد درجہ بھروسہ نہ کریں بلکہ خود بھی عقل سے کام لیں چونکہ شیطان ہر لمحہ بہکانے میں لگا ہے حدیث پاک میں ہے: شیطان انسان کے جسم میں ایسے ہی دوڑتا ہے جیسے خون رگوں میں دوڑا کرتا ہے۔۔

5. شادیوں کو آسان بنائیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے ”بہترین شادی وہ ہے جس میں کم سے کم خرچ ہو“

6. اولاد کے بالغ ہونے پر ان کی شادیوں میں جلدی کی جائے چونکہ حدیث پاک میں ہے: "تین چیزوں میں دیر نہ کرو، نماز میں، جنازہ میں اور مناسب رشتہ ملنے پر بچی کی شادی کرنے میں۔"

8. بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اس امت کا خاص وصف ہے۔ لہذا! ماں باپ کے ساتھ مل کر محلے، پڑوس، قبیلے اور بستی کے یا اثر لوگ بھار کے چنگل میں پھنسی ہوئی نیکیوں کو راہ راست پر لانے کی بھرپور کوششیں کریں کہ کسی ایک کو راہ راست پر لانا سرخ اونٹ ذبح کرنے سے بہتر ہے۔

9. مساجد و مکاتب اور مدارس کے ائمہ و اساتذہ اپنی اپنی ذمہ داریاں محض ڈیوٹی سمجھ کر نہ کریں بلکہ خلوص و لہیت کے ساتھ خدمت دین متین سمجھ کر کریں چونکہ آپ کو اللہ پاک نے دین کی خدمت کے لیے جن لیا ہے اسی لیے آپ کو علم دین کی دولت عطا فرمائی ہے۔

10. ائمہ و اساتذہ، خطباء اور واعظین حالات زمانہ اور وقت کی ضرورت کے مطابق بلا کسی خوف و خطر کے عملی اقدامات کریں اور معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنے میں بھرپور کوشاں رہیں اور ان امور کو انجام دینے میں مرکز اہل سنت بریلی شریف کی رہنمائی بھی لیتے رہیں۔

11. مساجد و مکاتب اور مدارس کے اراکین و ذمہ داران دینی کاموں میں اماموں اور مذبہ ہی پیشواؤں کا بھرپور تعاون کریں۔

12. مسجدوں کے ذمہ داران اماموں کو بد مذہب کا تاج و جنازہ پڑھوانے پر مجبور نہ کریں اور ناجی رو بد مذہبیاں کرنے سے روکیں کہ دشمنان دین اور گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھنا تقاضائے حب نبوی اور ایمان کا حصہ ہے۔

13. مساجد و مکاتب اور مدارس کے لیے ایسے ہی ائمہ و اساتذہ منتخب کیے جائیں جو مذہب حق اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے پکے ترجمان اور پاسبان ہوں نیز ان پاکیزہ مقامات کے ذمہ داران بھی مذہب و مسلک کا در در کھنے والے ہونے چاہئیں تاکہ وہ دینی کاموں میں مفاد پرستی اور بے جا مصلحت پرندی کا شکار نہ ہوں۔

فتنہ:- فقیر محمد عابد رضا خان قادری بریلوی غفرلہ

ترسیل:- اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن مالیگاؤں



نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: اعلیٰ حضرت امام المسند

صبح طیبہ میں ہوتی بنتا ہے بازار نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
بارغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو میں بلبلیں بڑھتی ہیں گلہ نور کا
بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ رجول سے جھکا ایک اک ستارہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جالکا نور کا چمکا ستارا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دوتا ترا دے ڈال صدقہ نور کا
تیری ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا
پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موئی طور سے آترا صحیفہ نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں، الہی! بول بالا نور کا
تیری نسل پاک میں ہے عجب عجب نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ڈوانورین جوڑا نور کا
چاند جھک جاتا جدھر اٹکی اٹھاتے مہمہ میں
سمیای چلتا تھا اشاروں پر کھلوتا نور کا
ایک سینے تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن بطن ان کے جاموں میں ہے یمامہ نور کا
ک کیسو، ہا دہن، ی ابرو، آنکھیں رع
کفمنہ عص ان کا ہے چہرہ نور کا
اے رضا! یہ احمد نوری کا فضل نور ہے
ہوگی میری غول بڑھ کر قصیدہ نور کا



جسکو کہتے ہیں سبھی مسلک اعلیٰ حضرت

از قلم : صاحب لوح و قلم ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مولانا سراج تابانی۔ کلکتہ

خالق دہر کا عرفان بریلی سے ملا
 عشق سرکار کا فیضان بریلی سے ملا
 جسکو کہتے ہیں سبھی مسلک اعلیٰ حضرت
 ہاں وہی مذہب نعمان بریلی۔ سے ملا
 نعت کہنے کا ہنر ملتا ہے پڑھ پڑھ کے جسے
 اعلیٰ حضرت کا وہ دیوان بریلی سے ملا
 پیر تابانی نے پایا بھی تو اختر جیسا
 یعنی بخشش کا بھی سامان بریلی سے ملا

از قلم : مولانا سراج تابانی۔ کلکتہ

اداریہ

از قلم: محمد برکت رضا مصباحی ناظم اعلیٰ سہ ماہی حجاج الشریعہ راج محل
پھول بڑیا راج محل ضلع صاحب گنج بھارکھنڈ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء پ ۲۲ ع ۱۰

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جب بھی کفر و شرک، ظلم و ستم کی ظلمت چھائی ہے اور رب العالمین نے ظلمت کدہ کو نورانیت بخشنا چاہی تو اپنے معظم و مکرم انبیاء کرام علیہم السلام کو اس بھٹکی ہوئی قوم کی رہبری و رہنمائی اور امامت و پیشوائی کے لئے مبعوث فرمایا اور سب سے آخر میں خدائے تعالیٰ کی خدائی کے نبی، اللہ تبارک و تعالیٰ کا آخری پیغام لے کر جلوہ گر ہوئے آپ کی تشریف آوری ہوئی، تو رب کائنات نے آپ کے سرانور پہ نبوت کا تاج رکھ کر نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند فرمادیا اور اعلان کر دیا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ، پ ۲۲ ع ۲

محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا، انا خاتم النبیین لا نبی بعدی، میں نبیوں کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دنیا میں پہلے جب بھی کفر و ضلالت آتی تھی تو اس کی اصلاح کے لئے نبوت کی جلوہ گری ہوا کرتی تھی اور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا، تو کیا اس کے بعد اب قیامت تک ظلمت کا دور دورہ ہوگا؟ کیا اب لوگوں کے اخلاق و اطوار نہ بگڑیں گے؟ بندہ اپنے معبود حقیقی کی نافرمانی نہیں کریں گے؟ ظلم و ستم، ویرانیت ختم ہو جائے گی؟ نہیں یہ سب کچھ ہوتا رہے گا آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ان برائیوں کے وقوع پذیر ہونے کی خبر ارشاد فرمائی ہے کہ قرب قیامت میں عابد باطل ہوں گے، امیروں کی کسرت اور امانت داروں کی قلت ہوگی، امانت کو نفیست اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا اونچے محلوں پر فخر اور مسجدوں میں دنیاوی باتیں ہونگی سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا سمجھیں گے، اور اس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمائی ہے جن کے ظہور کو ہم اب ملاحظہ کر رہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ پہلے جب ضلالت و گمراہی کا دور دورہ ہوتا، تو اس کی اصلاح کے لیے نبی آتے تھے اب جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد ضلالت و گمراہی کے آنے کا تو ذکر ہے، مگر نبوت کا دروازہ بند ہے، اب اس بھٹکی ہوئی قوم کی رہنمائی کون کرے گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، علماء امتی کاننبیاء بنی

اسرائیل، میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں دوسرے مقام پر فرمایا، العلماء ورثۃ الانبیاء، علماء انبیاء کے (علم کے) وارث ہیں اب جب بھی جہالت عام ہوگی، تو علماء کرام آیا کریں گے یعنی جو فریضہ تبلیغ و تبلیغی امتوں کے نبیوں نے ادا کیا

کریں بلکہ مستعدی کے ساتھ دینی علم کی نشر و اشاعت کریں اور جو عالم دین اپنے علم کو چھپاتے ہیں ان کے لئے سخت وعیدیں ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا کہ، ”ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیعناک للعباس فی الکتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللہ“ بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے، ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت (کنز الایمان) (3) آج ہمارے معاشرے میں برائیاں عام ہو رہی ہیں، قوم مسلم علماء کرام کو اپنا رہبر و رہنما تو مانتی ہے لیکن شریعت کی بات سننے کو تیار نہیں صرف اپنی طبیعت کی سنتی ہے یہ علماء کے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے اور ایک بہت بڑا چیلنج ہے، ان برائیوں کا سد باب کرنا قوم مسلم کے فلاح و بہبودی کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا یہ بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے، جسے محسن خوبی علماء کرام کو انجام دینا چاہیے۔

(4) علماء کرام کا آپس میں اتحاد قائم رکھنا کسی مسئلہ میں اکابر علماء کرام کی عزت و وقار ملحوظ رکھتے ہوئے ادب کے دائرے میں تبادلہ خیال کرنا، اور اکابر علماء کا اصغر علماء پر شفقت کرنا ان کے اچھے اقدام، اور کاموں کا سراہنا کرنا، مبارکباد پیش کرنا، نیک تاثرات سے نوازا داران کی رہبری و رہنمائی کرنا یہ بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں جسے علماء کرام بخوبی جانتے ہیں۔ مضمون کی طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اللہ تبارک و تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے موقت اعلیٰ حضرت پر قائم رہتے ہوئے شریعت کی روشنی میں مستعدی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین (نوٹ)

سہ ماہی تاج الشریعہ کا تازہ ترین شمارہ منظر عام پر

باوقار قارئین کرام۔۔۔۔۔۔ سلام و رحمت امید کرتا ہوں کہ آپ تمامی معزز علماء کرام خیریت و عافیت سے ہوں گے اصحاب قلم کے اس بزم میں ایک بار پھر آپ تمام معزز قارئین کرام کا تہہ دل سے خیر مقدم ہے، آپ کا ہر دل عزیز محبوب رسالہ بنام سہ ماہی تاج الشریعہ کا پہلا شمارہ۔۔۔۔۔۔ اپنی تمام تر رعنائیوں، ظاہری و باطنی، اسرار و رموز اور بے شمار خوبیوں، اور گراں قدر مضامین پر مشتمل رسالہ بنام سہ ماہی تاج الشریعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے سہ ماہی تاج الشریعہ کے محرک، فعال اراکین و مضمون نگار علماء کرام کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ ہر شمارے کی طرح اس شمارے کو بھی حسن ظاہری و باطنی سے مزین کرنے کی سعی تبلیغ فرمائی ہے لہذا آپ تمامی علماء کرام کی بارگاہ میں مودبانہ گزارش ہے کہ بنام سہ ماہی تاج الشریعہ کو روزمرہ کے مطالعہ میں شامل فرمائیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کرنے کی ترغیب دیں اور اپنے نوک قلم سے مفید و معطر تاثرات سے زینت بخشیں۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل خاص سے تسلسل کے ساتھ بنام سہ ماہی تاج الشریعہ جاری و ساری رہے، تاکہ اس سے عوام و خواص فائدہ حاصل کرتے رہیں اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے مستفیض و مستنیر ہوتے رہیں سہ ماہی تاج الشریعہ آپ کے غیر اتمثال نادر و نایاب علمی، ادبی، تحقیقی نکات پر مشتمل تحاریر و مضامین کا ہمیشہ منظر ہے۔

فقد والسلام

درس قرآن عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از: محمد رفیع الاسلام عاشقی راج علی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَآتَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

(سورۃ آل عمران پارہ نمبر 3 آیت نمبر 81)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میری بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

کنز الایمان

ذکر کردہ آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سب سے افضل و اعلیٰ

ہیں۔

اور علمائے کرام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جو گل کھلائے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

چنانچہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تفسیر خزانہ اعرقان میں

رقطراز ہیں:

”حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔“

(تفسیر خزانہ اعرقان سورۃ آل عمران پارہ نمبر 3 آیت نمبر 81)

اور علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تفسیر نور العرفان میں رقطراز ہیں:

”کہ از آدم (علیہ السلام) تا عیسیٰ (علیہ السلام) سب سے یہ عہد لیا گیا اور اسی عہد کے ذریعہ ان کی امتوں سے بھی عہد ہو گیا کیونکہ امت پیغمبر

کے تابع ہوتی ہے، امام کا معاہدہ ساری قوم کا معاہدہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اگلے پچھلوں سب کے پاس تشریف لائے اور سارے اگلے پچھلے حضور کے امتی میں آپ کو رب نے عالمین کی رحمت، نذیر، بشیر و نذیر بنایا، اور اگلے لوگ بھی عالمین میں داخل ہیں، اس لیے سارے نبیوں نے شب معراج حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس سے دوسرے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ عہد صرف حضور کے لیے لیا گیا کیونکہ تمام کتب اور انبیاء کی تصدیق سب سے آخری نبی ہی کر سکتا ہے۔ وہ حضور ہی میں دوسرے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب نہیں آ سکتی، کیونکہ حضور صرف مصدق ہیں کسی نبی کے مبشر نہیں، تصدیق پچھلوں کی ہوتی ہے اور بشارت اگلوں کی۔ اگرچہ سارے نبی حضور پر اس دن ہی ایمان لائے تھے مگر وہ ایمان فوری تھا ایمان شرعی دنیا میں آ کر اختیار کیا جاتا ہے یہ ہی شرعی ایمان ثواب و جزا کا ذریعہ ہے، جیسے سارے انسان میثاق کے دن اللہ پر ایمان لائے تھے مگر اس ایمان کی وجہ سے سب کو مومن نہ کہا جاتا دے گا ورنہ سارے کافر مومن ہوں گے، یہاں ایمان سے شرعی ایمان مراد ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے دین محمدی کی مدد کا عہد لیا گیا، حالانکہ رب جانتا تھا کہ حضور کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور موسیٰ (علیہ السلام) نے مدد کی اس طرح کہ شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں اس طرح اب بھی حضور کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔

اس اقرار کی اہمیت دکھانے کے لیے یہاں ٹی نہ کھلوا یا جیسا جیسے توحید کے اقرار میں بلی کہا گیا، بلکہ اقرار نہ کھلوا یا اور سب نبیوں کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا خود اپنی شای گواہی شامل فرمانی میثاق کے دن تین عہد لیے گئے سب سے اپنی الوہیت کا نبیوں سے حضور کا علماء بنی اسرائیل سے تبلیغ کا، یہاں دوسرے عہد کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اہم چیز کے اقرار میں صرف ہاں یا جی ہاں کھلوانا کافی نہیں صاف الفاظ کھلوانے چاہیں، نکاح میں انکباب کے بعد ہاں نہ کہا جائے گا بلکہ کہا جاوے گا میں نے قبول کیا، ایسے ہی اہم تجارتی معاملات وغیرہ میں۔“

(تفسیر نور العرقان)

لفظ میثاق کا معنی اور اہمیت

لفظ میثاق کا معنی کیا ہے؟ اور اس کی اہمیت کیا ہے؟ اس بارے میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تفسیر نعیمی میں رقمطراز ہیں کہ:

”میثاق وثوق سے بنا۔ جو وثق یثیق کا مصدر ہے۔ معنی پختگی اور مضبوطی۔ میثاق مبالغہ کا صیغہ ہے، یعنی بہت مضبوط عہد۔ چھ لفظوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ (۱) اقرار (۲) دعویٰ (۳) وعدہ (۴) عہد (۵) میثاق (۶) امر۔

گذشتہ زمانہ کی کسی چیز کو اپنے ذمہ لینے کا نام اقرار ہے۔ اور گذشتہ بات کو دوسرے کے ذمہ لگانا دعویٰ۔ آئندہ زمانہ کے متعلق کسی بات کو اپنے ذمہ لینے کا نام وعدہ ہے پھر اگر یہ معمولی طور پر زبانی کر لیا جائے تو محض وعدہ کہلاتا ہے اور اگر تحریر میں آجائے اور اس پر کچھ پختگی

کر لی جائے تو عہد بن جاتا ہے یعنی محفوظ وعدہ اور اگر گواہی و جہزی وغیرہ سے اس کی اور زیادہ پختگی کر دی جائے جس سے انکار ناممکن ہو جائے۔ تب میثاق ہے، ورنہ اگر اس کے خلاف کرنے پر کوئی سزا بھی مقرر کر دی جائے کہ اگر میں اس کے خلاف کروں تو فلاں سزا کا مستحق ہوں تب امر کہا جائے گا۔ یعنی بوجہ وعدہ و غرض کہ وعدہ میں بھول کا احتمال ہے۔ اور عہد میں انکار کی گنجائش کہ معاہدہ کہہ دے کہ یہ میری تحریر نہیں۔ لیکن میثاق اور اصرار میں نہ بھول کا احتمال نہ انکار کی گنجائش۔ یہاں میثاق فرمایا کیونکہ انبیاء کے اس عہد پر سارے فرشتے و خود پیغمبر ایک دوسرے پر گواہ تھے۔ رب تعالیٰ کی شای گواہی بھی اس میں شامل تھی۔ پھر آسمانی کتابوں لوح محفوظ اور قرآن کریم میں اس کی تحریر بھی ہوئی۔

لہذا! یہ میثاق ہونہ محض وعدہ و عہد اور چونکہ اس کے خلاف ورزی کرنے پر سزا بھی تجویز ہو چکی۔ فمن تولى۔ الخ لہذا یہ امر بھی ہوا۔ اس لئے رب تعالیٰ نے اسے میثاق اور اصرار فرمایا۔ خیال رہے کہ اس آیت کریمہ میں اس وعدے کو میثاق بھی فرمایا گیا ہے اور اقرار بھی امر بھی کہ ارشاد ہوا۔ اقررتہم اور فرمایا وَاَخَذْتُمُ عَلٰی ذٰلِكَ اٰمُوًّا۔ یا تو اقرار بمعنی وعدہ ہے اور یا اپنے ہی معنی میں ہے۔ چونکہ اس کا ذکر رب نے فرمادیا اور اس مذکور و معہود کو حضرات انبیاء نے اپنے ذمہ لیا۔ اس لحاظ سے اسے اقرار فرمایا۔

(ماخوذ تفسیر یعنی سورۃ آل عمران پارہ نمبر 3 صفحہ نمبر 583)

تاریخ کرام: مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں پوری پوری کتابیں تصنیف کی ہیں اور اس سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بے شمار نکات حاصل کئے ہیں۔ چند ایک نکات یہ ہیں:

- (1) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ محفل قائم فرمائی۔
- (2) ... خود عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بیان کیا۔
- (3) ... عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامعین کیلئے کائنات کے مقدس ترین افراد انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو منتخب فرمایا۔
- (4) کائنات وجود میں آنے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر جاری ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت کا بیان ہوا۔

(5) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام نبیوں کا نبی بنایا کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بطور خاص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا حکم دیا۔

(6) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو فرمانے کے بعد باقاعدہ اس کا اقرار لیا حالانکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی حکم الہی سے انکار نہیں کرتے۔

(7) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اس اقرار کا باقاعدہ اعلان کیا۔

(8) اقرار کے بعد انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا۔

(9) ... اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ تمہارے اس اقرار پر میں خود بھی گواہ ہوں۔

(10) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اقرار کرنے کے بعد پھر جانا متصور نہیں لیکن پھر بھی فرمایا کہ اس اقرار کے بعد جو پھرے وہ نافرمانوں میں شمار ہوگا۔

(ماخوذ فقیر صراط الجنان)

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان تمام اخلاق فاضلہ اور اوصاف کاملہ میں تمام انبیاء (علیہم السلام) سے اتم و اکمل اعلیٰ و اجل میں۔ اسی لئے خود ارشاد فرمایا: انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ ترجمہ: میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا۔

(آخر جہ البحاری فی الآداب)

اور مفسر اعظم عام اسلام سیدنا علی حضرت امام المسند علیہ الرحمۃ والرضوان "بخاری یقین بان نبینا سید المرسلین" (یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں) میں رقمطراز ہیں کہ:

"امام علامہ تقی الملتی والدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ "التعظیم والمدنہ فی التوکل بہ ولتنصرہ" لکھا۔ اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں، اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابو البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے، اور حضور کا ارشاد "وکنت نبیا وأدم بین الروح والجسد"

امامہ رک لمحات کتاب الایمان دار اعظم بیروت ۲۰۰۹ء، کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۲۱۱۸۳۱۹۱، موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۳۰۹ و ۳۵۰

ترجمہ: میں نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔ (اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

اگر ہمارے حضور حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے، ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے۔ اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور حضور کے نبی الانبیاء ہو لے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرار تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتداء کی، اور اس کا پورا ظہور بروز نشور ہو گا جب حضور کے زیرِ لب آدم و نوح سوا کافہ رسل و انبیاء ہوں گے، صلوات اللہ وسلامہ علیہم وعلیٰٰ جمیعین۔

یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل جسے امام جلال الدین نے خصائص کبریٰ اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب مدنیہ اور امامہ مابعد نے اپنی تصانیف منیعہ میں نقل کیا اور اسے نعمت عظمیٰ و مواہب کبریٰ سمجھا من شاء التفصیل فلیرجع الی کلہا تہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (جو تفصیل چاہتا ہے وہ ان کے کلام کی طرف رجوع کرے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔)

باجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیہ کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے، صاف صریح ارشاد فرماری ہے کہ محمد صلی اللہ

انتہار اہم ہے یا اجتناب؟

احادیث کریمہ کی روشنی میں

طالب دعا: محمد حفیظ الرحمن مصباحی

غلام تدریس و افتا: جامعہ خاتم العلوم، مہارپولی، بمبئی، دسمبر ۲۰۲۳ء

حامداً للہ تعالیٰ و مصلیاً علی رسولہ الاعلیٰ و مسلماً

اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے، بندوں پر بلا چوں چرا ان ساری چیزوں کو حتی الامکان انجام دینا (انتہار) ضروری ہے۔ اسی طرح انھوں نے جن چیزوں سے منع کیا ہے، ان ساری چیزوں سے اجتناب لازم ہے۔ لیکن کیا انتہار اور اجتناب میں کوئی فرق ہے، کہ ایک کو دوسرے سے افضل یا اہم اور زیادہ ضروری کہا جاسکے؟ تو اس کا حل احادیث کریمہ میں تلاش کرتے ہیں۔

اوامر کی بجا آوری استطاعت بھر لیکن نواہی سے اجتناب بھر حال

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَفْوَرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَاتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنَ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ۔"

(صحیح البخاری، ج ۴، ص ۵۰۲، رقم الحدیث: ۵۸۸۸، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ) (الصحيح لمسلم، ج ۴، ص ۱۸۳۰، کتاب الفضائل، باب توقیرہ ﷺ و ترك كثر سؤاله، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صفور رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "میں جس چیز سے منع کر دوں اس سے اجتناب کرو، اور جس چیز کا حکم دوں اس پر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو۔ کیوں کہ تم سے پہلے کی امتوں کو ان کے بہ کثرت سوالات اور اپنے نبیوں سے اختلاف نے تباہ کر ڈالا۔"

تشریح: اس حدیث پاک میں اوامر، جیسے نماز، روزہ، حج، زکات، دعوت و تبلیغ وغیرہ استطاعت بھر انجام دینے کا حکم

ہے۔ جب کہ منہیات: جھوٹ، غیبت، زنا، چوری وغیرہ سے اجتناب ہر حال میں ضروری ہے، اس کے لیے استطاعت کی قید نہیں۔ کیوں کہ امر کے انتہار کے لیے فعل اور عمل چاہیے، جس کے لیے طاقت اور استطاعت ضروری ہے۔ لیکن نہی عموماً "ترک" ہے، جس کے لیے کسی فعل جو ارجح کی ضرورت نہیں، کہ استطاعت کی قید ہو۔ ہاں ترک کے لیے منہی کی جانب نفس کے میلان کے وقت "کف" یعنی دس سے رکنا ضروری ہے، جو کہ فعل قلب ہے، اور بندہ اپنے دل کی اصلاح پر قادر ہوتا ہے۔ جس کی اصلاح پر اگلی حدیث میں تنبیہ کی گئی ہے۔

نیز اس حدیث میں بتایا گیا کہ پہلی امتوں نے اپنے نبیوں کی باتیں سن کر فوراً انہیں مانیں، بلکہ اس میں چوں چر کرتے رہے، اور اس سے وہ خود مصیبتوں میں پھنستے رہے۔ تو آقا ﷺ نے اپنی امت کو ہدایت کی کہ جب کسی چیز کا حکم دیا جائے یا کسی چیز سے منع کیا جائے، تو اس میں زیادہ چوں چر نہ کرو۔

مشتبہ چیزوں سے بھی اجتناب لازم ہے

۲۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الثَّعْمَانِيِّ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ الْحَلَائِلَ بَيْنَ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدْ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِزِّهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَزْعَى حَوْلَ الْحَتَّى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حَتَّى. أَلَا وَإِنَّ حَتَّى اللَّهَ تَحَارُمَهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ."

(صحيح البخاری ج ۱ ص ۲۰، رقم الحديث ۵۰، کتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، دار طوق النجاة مصر) (الصحيح لمسلم ج ۲ ص ۱۰۱، کتاب

المساقاة، باب أخذ لحلال وترك الشبهات، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو عبد اللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "یقیناً

حلال و حرام میں بھی واضح ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں، جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور اپنے آپ کو بچا لیا، اور جو شبہ والی چیزوں میں پڑا وہ حرام میں پڑا۔ (کہ مشتبہ چیزوں سے حرام چیزوں تک پہنچ جائے گا) جیسے ایک چرواہا جو کسی محفوظ چراگاہ کے ارد گرد چراہا ہو، بہت ممکن ہے کہ چراگاہ کے اندر اس کا ریوڑ پھلا جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک محفوظ چراگاہ ہوتی ہے۔ (جس کے اندر داخلہ ممنوع ہوتا ہے)۔ خبردار! اللہ کی محفوظ چراگاہ اس کی حرام کہ وہ چیز میں ہیں۔

سن لو! بے شک جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جائے، اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورے جسم بگڑ جائے۔ جان لو کہ وہ دل ہے۔

تشریح: اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایسی چیزوں سے بھی اجتناب لازم ہے، جن کے حلال ہونے کا یقین نہ ہو، بلکہ حرام یا ناجائز ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور جب ایسے شبہ کے باوجود مشتبہ چیز کو انجام دے گا، تو امکان ہے کہ حقیقتاً حرام ہو، اور اگر حقیقتاً حرام نہ بھی ہو، تو بھی ایسی شبہ کی چیزوں کو کرتے ہوئے وہ جری ہو جائے گا اور حرام میں بھی مبتلا ہو جائے گا۔ جیسے کھیت کے آس پاس جانور چرنے سے کھیت میں بھی منہ ڈال دیتا ہے۔

نیز اس حدیث میں دل کو درست رکھنے کی تنبیہ کی گئی ہے، کہ اگر وہ درست ہو تو سارے اعمال درست ہوں گے، اور بندہ گناہوں سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر وہی دل بگڑ جائے تو بندہ مشتبہ اور گناہ کی جانب ہی بڑھے گا۔

۳۔ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ سِبْطِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَعَمَائِرِ يَبْكُ إِلَى مَا لَا يَرِيْبُكَ."

(صحيح البخاری ج ۲ ص ۴۳، کتاب البیوع، باب تفسیر المشبهات، دار طوق النجاة مصر)

(سنن الترمذی ج ۲ ص ۱۶۸، رقم الحديث ۲۵۲۶، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، مصطفی البانی الحمی، مصر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی یہ بات یاد کر رکھی ہے کہ شبہ میں ڈالنے والی چیزوں کو چھوڑ کر شبہ نہ ڈالنے والی چیزوں کو اپناؤ۔

تشریح: یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے، الفاظ کم ہیں، لیکن کافی معانی پر مشتمل ہیں۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کسی بھی کام میں دو پہلو ہوں اور ایک پہلو میں ناجائز یا حرمت کا شبہ ہو، دوسری میں ایسا شبہ نہ ہو، تو ایسی صورت میں ایسے پہلو کو اپنانا ہے، جس کے ناجائز یا حرام ہونے کا شبہ نہ ہو، بلکہ اس کے جائز ہونے کا یقین ہو۔ مثلاً کسی کو شبہ ہے کہ لاوڈ اسپیکر پہ نماز جائز ہے یا نہیں، لیکن دوسرے پہلو کہ لاوڈ اسپیکر کے بغیر نماز پڑھنے کے جو زکا یقین ہے، تو اسی دوسرے پہلو کو اپنانا بہتر ہے۔ وغیرہ۔ اس پر آدمی چلے تو خود بھی مطمئن رہے گا، اور دوسروں کے اعتراضات سے بھی بری ہوگا۔

خلاصہ:

مذکورہ احادیث کریمہ سے ثابت ہوا کہ اوامر کو استطاعت بھربھالانا ہے، لیکن نواہی سے بہر حال اجتناب لازم ہے، بلکہ ایسی چیزوں سے بھی بچنا لازم ہے کہ جن میں ناجائز یا حرمت کا شبہ ہو۔ اسی لیے فقہا فرماتے ہیں کہ منہیات سے اجتناب اوامر کو انجام دینے سے زیادہ ضروری اور اہم ہے۔

حضرت علامہ ابن نجیم صاحب "البحر الرائق" اپنی کتاب "الاشباہ والنظائر" میں فرماتے ہیں:-

"فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالباً؛ لأن اعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالأمورات، ولذا قال -عليه السلام-: «إذا أمرتكم بشيء فأتوا منه ما استطعتم، وإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه»، وروى في الكشف حديثاً «لترك ذرة مما نهى الله عنه أفضل من عبادة الثقلين» ومن ثم جاز ترك الواجب دفعاً للمشقة، ولم يسأح في الإقدام على المنهيات: ۱۵

(الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۲۹۰، اقتادۃ المراجعة: إذا تعارض مفیدتان ردیٰ اعظمیٰ ضرراً۔ دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔)

ترجمہ: جب مفسدہ اور مصیحت کا ٹکراؤ ہو تو عموماً مفسدہ کو فقیہت دی جائے گی، کیوں کہ شریعت مطہرہ نے مامورات سے کہیں زیادہ منہیات کو خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس میں سے استطاعت بھر انجام دو، اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس سے کٹی اجتناب کرو۔ اور "کشف" میں بیان ہے کہ منہیات میں سے کسی ایک کا ترک پوری کائنات کی عبادتوں سے بھی افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشقت کی وجہ سے واجب کا ترک جائز ہے، جب کہ منہیات کی جانب پیش قدمی کی اجازت نہیں۔

دوسرے: آقا ﷺ کے فرامین کے مطابق ہمیں اللہ و رسول کے اوامر یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صلہ رحمی وغیرہ کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ منہیات یعنی جھوٹ، غیبت، چغٹی، بدسلوکی، بدعہدی، جوری، زنا وغیرہ سے بہر حال اجتناب کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین بجاہد المرسلین، علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

طالب دعا: محمد حفیظ الرحمن مصباحی

خادم تدریس و افتاء: جامعہ انجم العلوم، مہارولی، بھونڈی، ممبئی، وز جمعرات، ۳۱/ اگست ۲۰۲۳ء

ہوئی دیوبندی کے اوپر علمائے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

(فتاویٰ بحر العلوم جلد ۵ ص ۱۸۹ کتاب الاضحیہ)

سوال : عید الاضحیٰ کا چاند نکلنے کے بعد ناخن اور بال نہیں کاٹنا چاہیے؟

جواب : جس کے نام سے قربانی ہے اسے نہیں کاٹنا چاہیے۔ بہار شریعت میں ہے: ”قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پسلی سے دوسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت ہو اسے نہ ناخن نہ خوائے“

جلد اول حصہ چہارم

سوال : تکبیر تشریق کب سے کب تک کہنا واجب ہے؟

جواب : حضور صدر الشریعہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں: ”نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں وہ تکبیر یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد نماز عید الاضحیٰ سے پہلے کچھ نہ کھائے یہ مستحب ہے اور گھر سے نکلے تو راستے میں یہی تکبیر پڑھتا جائے۔“

سوال : قربانی کا گوشت کسی کافر کو دینا جائز ہے؟

جواب : حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں: ”قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے کہ یہاں کے کفار حرجی ہیں“

(بہار شریعت حصہ 15 ص 347)

سوال : گائے بھینس کی عمر دو سال سے زیادہ ہے مگر دانت نہیں تو قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب : عمر مکمل دو سال ہو جائے تو قربانی ہو جائے گی اگرچہ دانت نہ نکلے ہوں۔

بہار شریعت میں ہے ”قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے اونٹ پانچ سال کا گائے دو سال کی بکری ایک سال کی اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں اس سے زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔“

(بہار شریعت جلد سوم حصہ 15 ص 342)

از : فقیر محمد شاکر رضا نوری مصباحی

استاذ الافتاء والتدریس الجامعۃ الاسویہ مشن رے و امالہ بنگال

جشن عید میلاد النبی اکابر آئمہ و محدثین کی نظر میں !!!

حریر: محمد بطین رضا بطین مرتضوی

ماہ بیج الاول کا بدل نمودار ہوتے ہی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قدرت نے کرۂ ارض پر ملکوتی حسن کی تابشیں بکھیر دی ہیں، اہل عشق و عرفان کے سروں پر فرست و انبساط کی چادر میں تان دی ہیں، اہل ایمان کے دلوں کی تسکین کا سکینہ نازل کر دی ہیں، اک عجب سما ہے، جسے کائنات دل میں محسوس تو کیا جاسکتا ہے، لیکن غفلتوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ہذا اس ماہ مبارک میں مسلمانان عالم اپنے جان ایمان و وجہ کائنات، مختار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دوسری طرف منہی بھر ذوق لہیت سے محروم ایسے لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک ان تمام امور کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے (معاذ اللہ)

لیکن ہر دور میں مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا ضرور رہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن نہایت احترام و اہتمام سے مناتے چلے آ رہے ہیں۔ گو ہماری یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں، تاہم دتاویز کے طور پر چند اکابر آئمہ و محدثین کی کچھ عبارات بھی ذیل میں پیش خدمت کیے دیتے ہیں تاکہ حقیقت بے نقاب ہو جائے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 579ھ) لکھتے ہیں :

”حرمین شریفین، مصر، یمن، شام، الغرض شرق تا غرب تمام بلاد عرب کے باشندے ہمیشہ سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ بیج الاول کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ ہتی۔ چنانچہ ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔“

(بیان المیلا والنہوی ص 58)

حافظ شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 660ھ) فرماتے ہیں :

”ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا : اب تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا : آگ میں جل رہا ہوں، لیکن ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ اگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں اور یہ تخفیف عذاب میرے لیے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ولادت کی خوش خبری دی اور اس نے آپ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں اس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے تو امت محمدیہ کے ان مسلمانوں کو ملنے والے اجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی مناتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق میں حسب استطاعت خرچ کرتے ہیں؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمانوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائیں گے۔“

(حسن المقصد فی عمل المولد ص 65: / 66)

امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 665ھ) شہر اربل میں بہت بڑے پیمانے پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائے جانے پر اس شہر کے متعلق فرماتے ہیں:

”اس بابرکت شہر میں ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر اظہار فرحت و مسرت کے لیے صدقات و خیرات کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اس سے جہاں ایک طرف غریب و مساکین کا بھرا ہوتا ہے وہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ محبت کا پہلو بھی نکلتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اظہار شادمانی کرنے والے کے دل میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد تعظیم پائی جاتی ہے اور ان کی جلالت و عظمت کا تصور موجود ہے۔ گویا وہ اپنے رب کا شکر ادا کر رہا ہے کہ اس نے بے پایاں لطف و احسان فرمایا کہ اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (ان کی طرف) بھیجا جو تمام جہانوں کے لیے رحمت مجسم ہیں و جمیع انبیاء و رسل پر فضیلت رکھتے ہیں۔“

(سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ج 1: ص 363)

امام ابو عبد اللہ بن الحاج المالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 737ھ) فرماتے ہیں:

”لازم ہے کہ جب یہ مبارک مہینہ تشریف لائے تو اس کی بڑھ چڑھ کر تحریم و تعظیم اور ایسی توقیر و احترام کیا جائے جس کا یہ حق وار ہے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوۂ مبارکہ کی تقلید ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی دنوں میں کثرت سے نیکی اور خیرات کے کام کرتے تھے۔ کیا تو امام بخاری کا روایت کردہ یہ قول نہیں دیکھتا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی میں سب لوگوں سے زیادہ فیاض تھے اور ماہ رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت فیاضی اور دیادلی کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ اس بناء پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضیلت والے اوقات کی عزت افزائی فرماتے تھے۔ ہمیں بھی فضیلت کے اوقات (جیسے ماہ ربیع الاول) کی بہ قدر استطاعت تعظیم کرنی چاہیے۔“

(سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ج 1: ص 372)

حافظ شمس الدین محمد الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 842ھ) فرماتے ہیں:

”یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے ہر سوسو کو ابو لہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ پھر آپ یہ اشعار پڑھے:

اذا کان هذا کافراً جاء ذمه
وتبت يداه في الجحيم مخلداً
اقى انه في يوم الاثنين دائماً
يخفف عنه للسرور باحدا
فما الظن بالعبد الذي طول عمره
باحمد مسروراً ومات موحداً

ذہمیل یقین ہے، ہوا چہ بدحر کی رخ کروادھر کی، کے فارمولے پر عمل پیرا ہے، یا نہیں تو منافقت کی سربراہی کرتے ہیں، اس پر گفتگو پھر
بھی۔ لہذا ان کا انکار کرنا تو مشہور ہے۔ ان کے قائلین کی خاصی تعداد بھی ہیں، تو آئیے انہیں کے گھر کے عالم ابن تیمیہ کا یہ قول دیکھیے: ”میلاد
شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنالینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اس میں ان کے یہ اجر عظیم ہے کیوں کہ ان کی نیت نیک ہے اور اس میں
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بھی ہے۔“

(اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الحجۃ 406 :)

دیوبندی علما کا قول بھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیکھتے چلیے۔ حرمین شریفین کے علمائے ذوی الاحترام نے علمائے
دیوبند سے اختلافی و اعتقادی نوعیت کے چھبیس (26) مختلف سوالات پوچھے تو 1325ھ میں مولوی غلیل احمد سہارنپوری نے ان سوالات
کا تحریری جواب دیا، جو ”المصنف علی المفسد“ نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوا۔ ان جوابات کی تصدیق چوبیس (24) مشہور علمائے دیوبند نے
اپنے قلم سے کی۔ جن میں مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی احمد حسن امروہوی اور مولوی اشرف علی تھانوی بھی شامل ہیں۔ ان چوبیس (24)
علماء نے صراحت کی ہے کہ جو کچھ ”المصنف علی المفسد“ میں تحریر کیا گیا ہے وہی ان کا اور ان کے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ کتاب مذکورہ میں اکیسواں
سوال میلاد شریف منانے کے متعلق ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے:

”اتقولون ان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستحب شرعاً من البدعات السيئة المحرمة م غير
ذلك؟“

ترجمہ: کیا تم اس کے قائل ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر شرعاً بدعات سیئہ ہرام ہے یا اور کچھ؟
علمائے دیوبند نے اس کا متفقہ جواب دیا جو کہ یوں ہے:

حاشاً ان يقول احد من المسلمين فضلاً ان نقول نحن ان ذكر ولادته الشريفة عليه الصلاة والسلام بل
وذكر غبار نعاله ويول حماره صلى الله عليه وآله وسلم مستحب من البدعات السيئة المحرمة. فالا حوال
التي لها ادنى تعلق برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذكرها من احب المندوبات واعلى المستحبات
عندنا سواء، كان ذكر ولادته الشريفة او ذكر بوله وبزاره وقيامه ووقوده ونومه ونهته۔

ترجمہ: حاشا کہ کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین اور
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنہیں رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا سی بھی نسبت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے، خواہ ذکر ولادت شریف کا ہو یا
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول و براز، نشت و برخواست اور بے داری و خواب کا تذکرہ ہو۔

(المصنف علی المفسد، ص 60: 61)

پس اب جب کہ آپ نے دیکھ لیا کہ علمائے وہابیہ یعنی دیوبندیہ وغیرہ مقلدین بھی جب دو فریق میں بٹے ہوئے ہیں، تو منکرین

کا اہل سنت کو اس کی وجہ سے بدعتی و گمراہ قرار دینا دراصل، اپنے ہی پیشوائے قائلین کو بدعتی و گمراہ قرار دینا ہوگا، تو پھر بجائے اس کی دوسروں کو دھوکہ و فریب دہی سے باز رہے، اور اہل سنت اور اپنے پیشوائے قائلین کی تائید کرتے ہوئے، حضور جان نور، دل کا پتین و سرور کے ولادت کی خوشی منانے والوں سے قدم بقدم ملا کر چلتے رہیں۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں خوشی کا اظہار کرے، اس مبارک ماہ میں اچھے اچھے کھانے پکا کر مساکین کو کھلائے، روزے رکھے، اس کی راتوں میں صدقات و خیرات کرے، اور اس ماہ میں محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرعی طریقے کے ساتھ منانے کی توفیق عطا

فرماتے۔

آمین بجاۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: محمد سلیمان رضا سلیمان مرتضوی

دھامی گچھ، سونا پور، ضلع اتر دیناج پور، مغربی بنگال (الہند)



8789417413 TPH

ترجمہ: تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے (نقصان) والوں میں سے ہو جاتے۔

کنز الایمان

درج بالا آیات کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت ہونے کا ثبوت فراہم کر رہی ہے۔

(۴) وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

(سورہ نساء آیت ۸۳)

ترجمہ: اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے مگر تھوڑا۔

کنز الایمان

یہ آیت کریمہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت ہونے کا ثبوت فراہم کر رہی ہے۔

تفسیر قرطبی میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں مرقوم ہے :

وقول ثالث بغير محجاز يكون المعنى ولولا فضل الله عليكم ورحمته بأن بعث فيكم رسولا أقام فيكم

الحجة لكفرتم وأشركتكم إلا قليلا معكم فإنه كان يوحد

(تفسیر قرطبی سورہ نساء آیت ۸۳ جلد ۶ بیروت لبنان)

ترجمہ: تیسرا قول بغیر محجاز کے معنی یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم میں اپنے رسول کو بھیج کر فضل اور رحمت نہ فرماتا جس نے تم میں حجت قائم کی، تو تم کفر کرتے اور شرک کرتے مگر تھوڑے تم میں سے وہانیت کا اظہار کرتے۔

تفسیر روح البیان میں مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے :

(لولا فضل الله عليكم ورحمته)

بارسال الرسول وانزال الكتب

تفسیر روح البیان جلد ثانی ص ۲۵۱ / دارالکتب العلمیہ

ترجمہ: (اگر تم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی) یہاں فضل اللہ اور رحمت سے رسل کرام کو بھیجنا اور کتابیں نازل کرنا مراد ہے۔

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

ان المراد بفضل الله وبرحمته في هذه الآية انزال القرآن وبعثة محمد صلى الله عليه وسلم

تفسیر کبیر (جلد ۱۰ ص ۲۰۸ دار الفکر)

ترجمہ:- اس آیت کریمہ میں فضل اللہ اور برحمتہ سے قرآن نازل کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنا مراد ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل میں مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں مکتوب ہے :

(لولا فضل الله عليكم) بارسال الرسول (ورحمته) بانزال الكتب

(تفسیر مدارک التنزیل جلد اول جز خاص ص ۲۷۹ / دار الکتب العلمیہ - بیروت)

ترجمہ: (اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی) اللہ کے فضل سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنا اور اس کی رحمت سے مراد کتاب نازل کرنا۔

شیخ عبداللہ بن عبد السلام اسی کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (فضل اللہ) الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور القرآن

العزیز واللفظ

(تفسیر القرآن للشیخ الامام عوالد بن عبد العزیز بن عبد السلام جلد اول ص ۳۳۹ / المکتبۃ العربیۃ السعودیۃ)

ترجمہ: فضل اللہ سے مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن کریم یا لطف

ان کتب تقاسیر سے بالکل اظہر من الشمس وابن من الامس ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم میں تشریف لانا اللہ تعالیٰ کے فضل بھی ہے اور رحمت بھی

(۵) وَأَخْرَجَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

(سورہ جمعہ آیت ۴)

ترجمہ: اور جو ان انگلوں سے نہ ملے اور وہی عورت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

علامہ ابن جوزی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ) یا رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ اور اس کا یہ (فضل) بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہوا۔

“(ابن جوزی زاد المسیر فی علم التفسیر، جلد ۸: ص ۲۶۰ / المکتب الاسلامی بیروت)

امام فاذن ”الْفَضْلُ الْعَظِيمُ“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَيُّ عَلَى خَلْقِهِ حَيْثُ أُرْسِلَ فِيهِمْ رَسُولُهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

(تفسیر الخازن التفسیر لباب التذلل فی معانی التنزیل جلد ۶ ص ۸۹ / دار الکتب العلمیہ / بیروت، لبنان)

ترجمہ: یعنی اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر فضل ہے جو اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر فرمایا۔

امام فضل بن حسن المعروف بشیخ طبری ”وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ذُو الْمَنِّ الْعَظِيمِ عَلَى خَلْقِهِ بَعَثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

یعنی وہ اس احسان عظیم والا ہے جو اس نے اپنی مخلوق پر بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے کیا۔

(مجمع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۱۰ ص ۷۷ دار الفکر، بیروت، سورہ جمعہ)

تفسیر جلالین میں امام جلال الدین سیوطی نے تحریر فرمایا ”ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ“ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن ذکر معہ۔

(تفسیر الجلالین سورہ جمعہ ص ۴۶۰ مجلس البرکات جامعہ اشرفیہ)

ترجمہ: ”(ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ) میں فضل سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مذکور انبیاء علیہم السلام۔

تفسیر روح البیان میں ذوالفضل العظیم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :

واللہ ذوالفضل العظیم علی محمد وذوالفضل العظیم علی الخلق بارسال محمد الیہم

(تفسیر روح البیان جلد ۹ ص ۵۱۶ / دارالکتب العلمیہ)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے فضل والا ہے اور مخلوق پر بڑے فضل والا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف بھیج کر۔ ان کتب تفسیر سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم ہیں۔

(۶) وَأَمَّا بِدَعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

(سورہ نوحی آیت ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

کنز الایمان

اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی ایک عظیم نعمت ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(۷) لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

(سورہ آل عمران آیت ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔

کنز الایمان

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صرف نعمت نہیں بلکہ نعمت عظمیٰ ہیں ایسی عظیم نعمت جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان

جتا دیا ہے اور نعمت کا خوب خوب چرچا کرنا چاہیے۔

جیسا کہ تفسیر قرطبی میں صاحب تفسیر قرطبی نے اَمَّا بِدَعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

قوله تعالى : وَأَمَّا بِدَعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ أَي انشر ما أنعم الله عليك بالشكر والثناء والتحدث بنعم الله،

والاعتراف بها شكر. وروى ابن أبي نجیح عن مجاهد وأما بدعمة ربك قال بالقرآن. وعنه قال: بالنبوة أي

بلغ ما أرسلت به، والخطاب للنبي - صلى الله عليه وسلم - والحكم عام له ولغيره، وعن الحسن بن علي - رضي الله عنهما - قال: إذا أصبت خيراً، أو عملت خيراً، أحدث به الثقة من أخوانك، وعن عمرو بن ميمون قال: إذا لقي الرجل من إخوانه من يثق به، يقول له: رزق الله من الصلاة البارحة وكذا وكذا، وكان أبو فراس عبد الله بن غالب إذا أصبح يقول: لقد رزقني الله البارحة كذا، قرأت كذا، وصليت كذا، وذكرت الله كذا، وفعلت كذا، فقلنا له: يا أبا فراس إن مثلك لا يقول هذا قال يقول الله تعالى: وأما بنعمة ربك فحدث وتقولون أنتم: لا تحدث بنعمة الله

(تفسیر قرطبی جلد ۲۰ ص ۹۳ / دار الکتاب العربی بیروت، لبنان)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا قول اُمّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّث اللہ تعالیٰ نے تم پر جو نعمتیں کی ہیں شکر اور شفا کے ذریعے انہیں عام کرو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر اور ان کا اعتراف یہ بھی شکر ہے۔ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ: اُمّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ سے مراد قرآن ہے۔ ان سے یہ قول بھی مروی ہے کہ اس سے مراد نبوت ہے یعنی جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور حکم عام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور دوسرے لوگوں کے لیے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: جب تو بھلائی پائے یا اچھا عمل کرے تو اپنے قابل اعتماد بھائیوں میں اس کا ذکر کرو۔ عمرو بن ميمون سے مروی ہے: جب کوئی آدمی اپنے ان بھائیوں سے ملے جو اس پر اعتماد کرتے ہوں تو وہ اسے کہے: اللہ تعالیٰ نے اسے گزشتہ رات اتنی اتنی نماز پڑھنے کی توفیق دی۔ ابو فراس عبد اللہ بن غالب جب صبح کرتے تو یہ کہتے: اللہ تعالیٰ نے گزشتہ رات میرے حصہ میں یہ یہ مقدار کیا میں نے اتنا قرآن حکیم پڑھا، میں نے اتنی نمازیں پڑھی، میں نے اتنا اللہ کا ذکر کیا اور میں نے یہ عمل کیا۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابو فراس! آپ جیسے آدمی تو یہ بات نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّث اور تم یہ کہتے ہو: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر نہ کرو۔ جب نماز، روزہ، تلاوت قرآن اور ذکر واذکار کا چرچا ایسا کرنا چاہیے تو جن کے صدقے میں یہ نعمتیں ملی ہیں ان کا چرچہ کیسا ہونا چاہیے۔

(۸) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ نِعْمَةً اَللّٰهُ كُفِرَ اَوْ اَخْلَقُوْا مَهْمُ دَارَ الْاٰثِرِ

(سورہ ابراہیم آیت ۲۸)

ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھرا تارا اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تفسیر ابن کثیر میں مرقوم ہے:

فان الله تعالى بعث محمداً صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين ونعمة للناس فمن قبلها وقام بشكرها دخل الجنة ومن ردّها وكفرها دخل النار

(تفسیر ابن کثیر جلد ۸ ص ۲۱۹ / مکتبۃ اولاد الشیخ للعراق سورہ ابراہیم آیت ۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہاں کے لیے رحمت اور لوگوں کے لیے نعمت بنا کر مبعوث فرمایا جو اس کو قبول کرے گا اور شکر یہ ادا کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو رد کرے گا اور انکار کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت اور نعمت ہونا آفتاب نیروز کی طرح روشن ہو گیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا چرچا آپ کی ولادت با سعادت سے پہلے بھی ہوتا رہا۔ انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو آپ کی بشارت دیتے رہے۔ قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چرچا کرنے کا بیان یوں ہے:

(۹) وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِيْ اِنْتَرِ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلِ یَّاْتِ مِنْ بَعْدِی اَسْمٰهُ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا هَذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ

(سورہ صافات آیت ۱۷)

ترجمہ: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس عظیم رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے تو انہوں نے کہا: یہ کھلا جادو ہے۔

کنز الایمان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے کئی سو سال پہلے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دے سکتے ہیں تو آپ کی امت چودہ سو سال بعد میلاد النبی کی خوشی کیوں نہیں مناسکتے ہیں (مصباحی)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فرمایا جیسا کہ مذکور ہے:

(۱۰) قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ اللّٰهِ نُوْرٌ وَ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ

(سورہ مائدہ آیت ۱۵)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور ایک روشن کتاب۔

کنز الایمان

ان تمام شواہد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے تذکرے اور محافل میلاد النبی منعقد کرنے کا اصل قرآن کریم سے ثابت ہے نزول رحمت و نعمت کے دن کو بطور عید منانا صحیحین کا طریقہ ہے۔

جیسا کہ آنے والی آیت سے ظاہر ہو رہا ہے:

(۱۱) قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اُنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدًا مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا اَوَّلًا وَّلَا اٰخِرًا وَاٰیَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَبِيْرُ الرَّٰقِیْنِ

(سورہ مائدہ ۱۱۴)

ترجمہ: کنز الایمان عیسیٰ بن مریم نے عرض کی: اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم یہ آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو اور ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

کنز الایمان

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس دن کو عید بنانا خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا اور شکر الہی، بحالانا صاحبین کا طریقہ ہے اور بیشک تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری یقیناً قطعاً حتماً اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الہی بجالانا اور فرحت و سرور کا اظہار کرنا متحسناً و محموداً اور اللہ عز و جل کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

احادیث مبارکہ سے میلاد النبی کا ثبوت

(۱) عَنْ عَزْوَ قَةٍ رَوَايَةً طَوِيلَةً قَالَ: وَتَوَيَّبَةُ مَوْلَا قَلْبِي لَهَبٍ، كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بَشَرٌ حَبِيبٌ، قَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيتِ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: لَمَّا لَقِ بَعْدَ كُنْهِ غَيْرِ آتَى سُقَيْتُ فِي هَذِهِ بَعَثَ قَبِي تَوَيَّبَةُ

(بخاری شریف جلد ثانی باب اصحابکم ملحقاً از صحتکم ص ۷۶۶ / صح المطابع دیوبند)

ترجمہ: حضرت عروہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ تویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اور ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا، اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پدیا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے اہل خانہ میں سے کسی کے خواب میں وہ نہایت بری حالت میں دکھایا گیا۔ اس دیکھنے والے نے اس سے پوچھا: کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا: میں بہت سخت عذاب میں ہوں، اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملے۔ ہاں مجھے اس عمل کی جزا کے طور پر اس (انگلی) سے قدرے سیراب کر دیا جاتا ہے جس سے میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں تویبہ کو آزاد کیا تھا۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا: وَذَكَرَ الشَّهْنَسِيُّ أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ، فَقَالَ: مَا لَقِيتِ بَعْدَ كُنْهِ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمٍ اثْنَيْنِ، قَالَ: وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلِدَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَكَانَتْ تَوَيَّبَةُ بَشَرًا أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَاعْتَقَهَا

(فتح الباری جلد ۹ ص ۵۳ المکتبۃ الشیخ الحداد بدیوبند/مکتبۃ فیصل دیوبند)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام سبکی کے حوالے فتح الباری میں یوں بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ابولہب مر گیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں بہت برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن جب پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ہوئی تھی اور جب ثویبہ نے اس روز ابولہب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خبر دی تو اس نے (ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

بخاری شریف کی مذکورہ حدیث کی روشنی میں شیخ ابوالخیر ابن جزری نے فرمایا: وقال شیخ القراء الحافظ ابو الخیر ابن الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ: قدرئی ابولہب بعد موته فی النوم فقیل له: ما حالک؟ فقال: فی النار! لأنه یخفف عني کل لیلۃ اثنین وأمص من بین إصبعی ہاتین ماء یقدر هذا - وأشار لرأسی إصبغیہ - وإن ذلک بإعتاق لثویبۃ عند ما بشر تنی بولادة محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - ویأرضاعها له - فإذا کان أبو لہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار لفرحہ لیلۃ مولد محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - ما حال المسلم الموحّد من أمة محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - یبشّره بمولده وبذل ما تصل إلیہ قدرته فی محبته العبری إنما یكون جزاؤه من الله الکریم أن یدخله بفضلہ جنة النعیم -- وذكر نحوه الحافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی ثم أنشد: اذا کان هذا کافر جاذم هو ثبت یداة فی الجحیم مغلداً أنه فی یوم الاثنین دائماً یخفف عنه بالسور بأحمد فما الظن بالعبد الذی کان عمره بأحمد سروراً ومات موحداً (کل الہدی والرشد فی سیرۃ خیر العباد لدلائم محمد بن یوسف الصالحی الثانی جلد اول ص ۴۳۹)

ترجمہ: حافظ ابن جزری نے لکھا ہے ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا۔ اس سے پوچھا گیا "تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: "آگ میں ہوں لیکن ہر سوموار کے روز میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ میں ان انگلیوں سے اس قدر پانی چوس بیٹا ہوں۔ اس نے اپنی انگلیوں کی پوروں کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اس دن اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور انہیں دودھ پلانے کی خوشخبری سنائی تھی۔ ابولہب کافر ہے۔ اس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا ہے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوش ہوا تو اسے جہنم میں اس کی جزادی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اس فرد کا کیا حال ہوگا جو آپ کی ولادت پر خوش ہوا اور آپ کی محبت میں حسب استطاعت خرچ کیا۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! اس کی جزایہ ہے کہ رب تعالیٰ اسے اپنے فضل سے جنت النعیم میں داخل کرے گا۔

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے:

(ع)

اذا کان هذا کافر جاء ذ

مه وتبت یداة فی الجحیم مغلداً

ترجمہ: ابولہب جیسا کافر جس کی مذمت میں تبت یدایہ لہب پوری سورت نازل ہوئی، جس کا دائمی ٹھکانہ دوزخ ہے

أن أنه فی یوم الاثنین دائماً

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی) اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا

(۴) عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تُعْظِمُهُ الْيَهُودُ وَتَتَعَذُّدُكَ عِيدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لَأَنْتُمْ.

(مسلم شریف جلد اول کتاب الصیام / باب صوم یوم عاشوراء ص ۴۰۱ / اصح المطابع دیوبند)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہودیوں کا عاشورہ کی تعظیم کرتے تھے اور اسے عید کے طور پر مناتے تھے۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھو۔ عاشوراء کے روزے والی احادیث کی روشنی میں علامہ ماقہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ میرے نزدیک میلاد النبی منانے کی اصل احادیث سے ثابت ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں ”وقد ظهر لي تخريجها على أصل ثابت، وهو ما ثبت في الصحيحين من أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قدم المدينة فوجد اليهود يصومون عاشوراء فسألهم فقالوا: هذا يوم أغرق الله فيه فرعون وأنجى فيه موسى فنعن نصوصه شكرًا لله تعالى، فقال: أنا أحق بموسى منكم، فصامه وأمر بصيامه، فيستفاد من فعل ذلك شكر الله تعالى على ما منَّ به في يوم معين من إسداء نعمة أو دفع نقمة، ويعاد ذلك في نظير ذلك اليوم من كل سنة والشكر لله تعالى يحصل بأنواع العبادات والسجود والصيام والصدقة والتلاوة، وأي نعمة أعظم من النعمة بيروز هذا النبي الكريم نبي الرحمة في ذلك اليوم، وعلى هذا فينبغي أن يتحرى اليوم بعينه حتى -صلى الله عليه وسلم- في يوم عاشوراء، ومن لم يلاحظ ذلك لا يبالى بعمل البولد في أي يوم من الشهر، بل توسع قوم حتى نقلوه إلى أي يوم من يطابق قصة موسى“

(المولد الروي في ميلاد النبي للإمام ملا علي القاري المجلد الخامس ص ۳۸۹ / دار اللباب)

ترجمہ: لیکن میرے نزدیک اس کی اصل ثابت ہے جو صحیحین میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کی: اس روز رب تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ ہم رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے، روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ موسیٰ کا حقدار ہوں۔ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ جس نے یہ عمل شکر ادا کرتے ہوئے کیا کہ اس دن میں رب تعالیٰ نے اس پر نعمت کی یا اس سے عذاب دور کیا تو وہ ہر سال کے اس روز میں یہ عمل کرے گا۔ رب تعالیٰ کا شکر مختلف طریقوں سے ادا ہوتا ہے۔ شکر، عبادات، سجود، قیام، روزہ و صدقہ اور تلاوت کر کے ادا کیا جاسکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی نعمت اور کون سی ہے جو اس دن ملی جس دن میلاد پاک منایا جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان کو کوشش کرے کہ اسی روز محفل میلاد منعقد کرے جس روز آپ پیدا ہوئے تھے تا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے ساتھ مشابہت پیدا ہو سکے۔ اور جو یہ مرئیش نظر نہ رکھے اس کے لیے روا ہے کہ وہ اس ماہ مبارک کے جس دن چاہے۔ میلاد کراتے بلکہ علماء نے اس میں اتنی وسعت دی ہے کہ وہ سال کے جس دن میں چاہے محفل میلاد کرا لے۔ یہ روایت میلاد مبارک منانے کی اصل ہے۔

اہل سنت میں جچھے رافضیوں کی خانہ تلاشی

از رشحات قلم: محمد مقصود نامہ مفت ضیائی خیفہ حضور تاج الشریعہ و محدث کبیر دسرہ دست علی جماعت رضائے مصطفیٰ ہاسپیت، وڈو پٹی کرناٹک۔ کھٹکل آندھرا پردیش و شیخ الحدیث حضرت خدیوہ النجری دار البتات باسن کرناٹک الہمد۔

ایک زمانہ تھا کہ ہند کی زمین پر صرف سنت کی باد بہا رہی تھی ہر طرف عشق و محبت کا شمع فروزاں تھا اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عقیدت کی کھیتیاں لہلہا رہی تھیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عظمت و وقار کا آفتاب عالم تاب خط استوا پر گامزن تھا جس کی تابانیوں سے سنت کی پوری فضا جگمگا رہی تھی یہ کسی کو اہل بیت کرام کی ذات ستودہ صفات پر کلام تھا نہ ہی صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کسی ایک پر کسی کو انگشت نمائی کی جرات تھی لیکن جب ایرانی شیعہ کی آمد و رفت کا آغاز ہندوستان میں ہوا تو شیعیت ورافضیت کے عقائد کی د نظریاتی جراثیم نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا اور رفتہ رفتہ طوفانی شکل اختیار کر گیا۔ اس دور کے علمائے اہلسنت اس فتنے کی سرکوبی کیمئے میدان عمل میں اترے بالخصوص مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور مبلغ شابل شریف کے مصنف سید شاہ عبد الواحد بلگرامی علیہم الرحمۃ والرضوان نے اس کی کمانڈ سنبھالی اور تمام علمائے اہلسنت کو اپنی معیت میں لے کر اس فرقہ پرکاری ضرب لگائی اور اس فتنے کے زور کو توڑنے میں کامیابی حاصل کی جس کا یہ اثر ہوا کہ اس دور کے مسلمان چوکنے ہو گئے اور ان کے ایمان و عقیدے کی کشتی ڈوبنے سے بچ گئی مگر اسی عہد میں بڑی چابکدستی سے رافضیوں نے گرگٹ کی طرح اپنا رنگ بدلا اور اہل سنت کے صفوں میں سنی بن کر داخل ہو گئے اور گاہے بگاہے مارا آستین بن کر ڈسنے کا کام کرتے رہے لیکن ہمیشہ ان لوگوں کو منہ کی کھانی پڑی ایک مرتبہ پھر اہل سنت میں جھپے چند رافضیوں نے اودھم مچانا شروع کیا ہے اور کچھ ابھی بھی جھپے ہوئے ہیں جن کی شناخت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

رفض کا لغوی معنی: چھوڑنا، رافضی ہونا، اختلاف (فیروز) الرفض: چھوڑنا، الرافضۃ: جنگ وغیرہ میں اپنے قائد و رہنما کو چھوڑ دینے والی جماعت، شیعوں کی ایک جماعت اور نسبت کے لئے۔

رافضی: (کہا جاتا ہے) (مصباح / المنجد)

رفض : چھوڑنا، ترک کرنا، (کشوری) رافضی منسوب طرف رافضہ کے، رافضہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے سردار کو چھوڑ دے۔ تتریترا ہونا بکھر جانا منتشر ہونا، اور تعصب برتنا۔

(القاموس الوحید/ ۶۳۸)

رفضی اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی اس شخص یا گروہ کے ہیں جنہوں نے اپنے قائد و پیشوا کو تنہا چھوڑ دیا ہو۔

(۱۔ ابن منظور ج ۱۵۷/۷-۷- فراہیدی ج ۲۹/۷)

فقہائے امت اور سلف صالحین کی اصطلاح میں رافضہ یا رافضی اس شخص کو کہتے ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کی کردار کشی اور توہین کرنے کو جائز سمجھتا ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ:

ہے، ان مختصر اور اجمالی خاکہ کو سامنے رکھیں اور نگاہ اٹھا کر دیکھیں کہ ماضی قریب میں وہ پھر سے کون کون تھے اور میں جنہوں نے صحابہ کرام کی شان میں زبان طعن دراز کی اگر وہ سنی ہوتے تو کیا اہلسنت کے اتفاقی و اجماعی مسئلہ کے حدود سے تجاوز کرتے ہرگز نہیں کرتے اور جو لوگ اہل سنت و جماعت کے اجماعی و اتفاقی مسئلہ پر یلغار ہوتے وقت خموش رہے اور ایک تماشائی کی طرح تماشہ دیکھتے رہے اس وقت کے سد باب کے لئے اپنی زبان تک کھولنا گوارہ نہ کیا کیا ایسے لوگ سنی کہلانے کے حقدار ہیں بڑی تنبیہ کی کے ساتھ غور کریں تو کھلے رافضیوں کا جہاں علم ہو گا وہاں جھپے رافضیوں کا مکروہ چہرہ بھی صاف دکھائی دینے لگے گا اور پھر پکار پکار کر کہنے لگیں گے کہ یقیناً یہ دونوں ہی سنی نہیں ہیں بلکہ اہل سنت میں جھپے ہوئے رافضی ہیں۔

دور جدید میں غور و فکر کریں گے تو معلوم ہو گا کہ مسز ایڈ وکیٹ پاکستانی نے اپنا ایمانی ضمیر رافضیوں کے ہاتھوں گروی رکھ کر ضمیر فروشی کرتے ہوئے منظر نامے پر آیا اور خمینی جیسے غالی رافضی شیعہ کے بارے میں انٹرویو دیتے ہوئے کہنے لگا کہ امام خمینی تاریخ اسلام کے ان شجاع اور جری مردان حق سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے، خمینی سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۸۷/ جون ۱۹۸۹)

خطیب الہند سے موسوم ایک رام بھگت اور مراد دیسائی کے وطنیہ غار نے دی بولی بولن شروع کیا، اور آج اس نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے اس کی درپہ وہ حمایت کون سی یونیورسٹی کر رہی ہے سب جانتے ہیں کسی کو بتانے کی حاجت نہیں کیا اس اہلیان یونیورسٹی میں اتنی ہمت ہے کہ اس کے خلاف کلام کر سکے اس کا بایکٹ کر سکے اور اہل سنت کے عقائد پر شب خون مارنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچا سکے اگر وہ ایسا نہیں کرتے ہیں تو پھر ان کے بارے میں کیا خیال کیا جائے۔

اکثر سادات کہلانے والے لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں تحقیق کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ان لوگوں کی رافضیت کے یہاں رشتہ داریاں بھی ہیں آنا جانا کھانا پینا سب کچھ ہے اس کے باوجود وہ لوگ خود کو سنی ہی کہلاتے ہیں جب کہ اہلسنت کا موقف اس کے خلاف ہے تو پھر یہ سنی کیسے ہیں نہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں لوگوں کے ذریعے اہل سنت کے ذہن و فکر میں رافضیت کا جراثیم ڈالا جا رہا ہو، ڈاکٹر پاکستانی کی بدولت جھپے رافضی بل سے باہر آچکے ہیں اور کچھ ابھی بھی جھپے ہوئے ہیں انجیر، کچھوچھ، بیجا پور، بنگلور، مالایا ڈول گبرگ، دیو اشرف، مارہرہ شریف اور بریلی شریف میں بھی کچھ ایسے افراد پائے جا رہے ہیں جو رافضیت کے عقائد و نظریات کے پرچارک بنے ہوئے ہیں کچھ افراد نے اپنے موقف کا اظہار تو کیا کہ ہم سنی ہیں ہمارے عقائد و نظریات اہل سنت کے مطابق ہیں موقف اہلسنت کے خلاف جو اپنا نظریہ رکھتے ہیں ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن دیکھا یہ جارہا ہے کہ اندرون غاندھارے تعلقات برقرار ہیں جس سے ایسا لگتا ہے کہ یہ سب ایک ہی تھالی کے چمے بٹے ہیں ورنہ یہ دورنگی کیوں؟ کہا کچھ جارہا ہے اور کیا کچھ جارہا ہے ایک بڑے صاحب میں جس نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے باغی بھی نہیں چاہتے جب کہ یہ جملہ اہل سنت کے اجماعی و اتفاقی موقف کے خلاف ہے بتائیے ایسوں کو کیا کہا جائے جب کہ ان کی بچکانہ دنیائے سنیت میں ایک سرخیل کی ہے سراواں بھی اسی زنجیر کی ایک کڑی ہے، ابھی کچھ دنوں قبل غدیر خم منائے گئے غدیر خم منانے کا مطلب خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا انکار اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا فصل خلیفہ ماننے کا اعلان ان نام نہاد سنیوں کے میاں بڑے زور و شور سے اس تقریب کو منانے کا اہتمام کیا گیا اب سوچ سکتے ہیں یہ لوگ کون ہیں ان لوگوں نے رافضیت کا نام بدل کر مولائیت کا نام دے دیا ہے اور ایک نئے

فرقے کو معرض وجود بخشا ہے جس نے کشمیر سے لیکر کنیا کماری تک اور ہر دوار کا سے لے کر بنگال کی کھڑی تک ایک طوفان برپا کر رکھا ہے
 کبھی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشق ستم بنایا جاتا ہے تو کبھی خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا غدیر خم منا کر خوش انکار کیا جاتا ہے من کنت مولاه
 فعلی مولیٰ: والی روایت کی غلط تعبیر و تشریح کرتے ہوئے ائمہ اہل علم اسلام سے افضل مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حمایت کرنے کی
 ناپاک سعی جاری ہے ایک موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے امت کے اجماعی اطلاق اور اطلاق متواترہ اور تلقی بالقبول سے انحراف کرتے
 ہوئے مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر کے لقب سے ملقب کرنے کی ناپاک کوشش ہوئی اور ناگہور میں سوشل میڈیا پر خوب
 اودھم مچایا۔ اور عظمت صحابہ کرام کے وقار پر حملہ کرنے کے ساتھ ساتھ بریلی پر بھی حملہ ہو رہا ہے صاف ظاہر ہے کہ آج بھی انہیں بریلی شریف
 سے ہی خوف ہے اس کو اپنے راستے کا سب سے بڑا کانٹا تصور کر رہا ہے اور یہ بات سچی بھی ہے جس سے واضح ہے کہ آج بھی بریلی شریف ہی
 عقائد اہل سنت کا سچا محافظ و نقیب ہے یہی مرکز علمی بھی ہے اور مرکز روحانی بھی ہے اسی لئے تو اس پر یلغار ہے وقت آن پہنچا ہے کہ کھسے اور
 چھپے رافضیوں کو ننگ کیا جائے اور انہیں اہل سنت کے صفوں سے باہر نکال کر اہل سنت کے عقائد و نظریات کو تحفظ بخشا جائے۔
 از رشحات قلم: محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفہ حضور تاج الشریعہ و محدث کبیر و سرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفیٰ ہاسپیٹ، ووڈوہلی کرنا
 ٹک۔ کنکھل آندھرا پردیش شیخ الحدیث حضرت خدیہ الکبریٰ دارالبنات ہاسن کرنا ٹک الھمد۔



جہنم کا دائمی دردناک عذاب ہے، اللہ جل و علا کا فرمان عالی شان ہے:

أَوْ مَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ قَتِيلٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۰۰﴾

[البقرہ ۱۰۰]

ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا کار ت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

بھگوانیوں کی سازشیں

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ اسلام اور اہل اسلام پر مخالفین کی نگاہیں ہمیشہ مرکوز رہی ہیں شاید و پایداری کوئی ایسا شہر یا قریہ ہو جہاں مسلمانوں کو مخالفین سے اپنے تحفظ و بقا کے لیے جنگ نہ لڑنی پڑی ہو، خصوصاً ہندوستان میں ایسا صدیوں سے ہوتا چلا آ رہا ہے اور یہ سلسلہ اب دراز ہوتا جا رہا ہے، وقتاً فوقتاً فتنے مختلف شکلوں میں رونما ہوتے رہے حتیٰ کہ دور حاضر میں ایک نیا فتنہ، فتنہ ارتداد نے سراٹھایا جس کا پس منظر خود ایک ہندو لڑکی کی ٹویٹ کی شکل میں ملاحظہ فرمائیں: ٹویٹر میں پونم کماری نام کی آئی ڈی ہے جس سے ۲۶ اپریل ۲۰۲۳ میں یہ ٹویٹ کی گئی: مسلم لڑکیوں سے شادی کرو اسے سرکاری پراپرٹی سمجھ کر استعما کرو خود بھی مزہ دو دوسروں کو بھی دلاؤ "سب کا ساتھ سب کا وکاس" تبھی ہوگا۔

اس کے بعد بھگوانیوں کے لیے مزید پانچ ہدایات لکھی ہوئی ہیں من و عن آپ حضرات بھی ملاحظہ فرمائیں: (۱) مسلم لڑکی کے سامنے اس کے مذہب کی تعظیم کرو

(۲) اسلامی اسٹیش لگاؤ اور دکھاؤ تم بھی اسلام سے پیار کرتے ہو

(۳) جب جنسی تعلقات قائم ہو جائیں تو اسے Oyo پر لے کر بہت ساری تصویریں کھینچو اگر اپنے پاس رکھ لو

(۴) "بج رنگ دل" میں شامل کرو

(۵) لڑکی کو بھگالے جا رشادی کرو "بج رنگ دل" سے پانچ یا چھ لاکھ روپے مل جائے گا اس روپے سے لڑکی کے ساتھ دو تین سال

تک چل جائے گا پھر اس کے بعد اپنا رنگ دکھا دینا۔ سمجھ گئے نا آگے! بھگوانی سازشیں کیوں؟

آخر یہ سازشیں رچنے رچانے کی ضرورت کیا ہے؟ اس کی مختصر وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

پہلی ہدایت س میں کہا گیا کہ مسم شکی کے سامنے اس کے مذہب کی تعظیم کرو ایسا کرنے سے وہ تم سے متاثر ہونے لگے گی وہ

تمہارے افعال کو دیکھ کر سوچے گی کہ یہ تو ہماری عزت کرتا ہے ہمارے مذہب کو اچھا جانتا ہے شاید اگر میں اسے سمجھاؤں گی تو یہ بھی

اسلام کو ماننے لگے گا ثواب بھی ملے گا تو کیونکر اس موقع کو ہاتھ سے جانے دوں جب تم ایسا کرو گے تو پھر وہ دھیرے دھیرے تمہارے

قریب آنے لگے گی اور تم اپنے ہدف میں با سنی کامیابی حاصل کر سکو گے۔

دوسری ہدایت اس میں اسلامی اسٹیش لگانے کی ترغیب دلائی گئی ہے تاکہ اس کے رابطے میں جتنی مسلم لڑکیاں ہوں گی وہ سب دیکھیں گی یہ ہندو ہو کر بھی ہمارے اسلام کو بہت پسند کرتا ہے تو وہ اپنی اس سہیلی کو جو اس ہندو لڑکے کے دام فریب میں پھسنے کو ہے اس کی طرف جانے سے بھی نہیں روکے گی بلکہ مزید اس کی ترغیب دے گی۔

تیسری ہدایت اس میں جنسی تعلقات قائم کرنے کے بعد پارک وغیرہ میں گھمانے اور تصویریں کھینچنے کی ہدایت دی گئی ہے تاکہ گر بعد میں گھر والے کو پتہ چلے کہ میری بیٹی ایک ہندو لڑکے کے ساتھ عشق لڑا رہی ہے اور والدین اسے اس ناپاک رشتے کو توڑنے کے لیے کہیں تو لڑکی کے پاس سوائے اس ہندو لڑکے کو اپنانے کے کوئی راستہ نظر نہ آئے کیونکہ اگر وہ چھوڑ دے گی تو لڑکا تمام تصویریں شوشل میڈیا میں شائع کر دے گا جس سے لڑکی کی بے عزتی تو ہوگی ہی ہوگی لیکن اس سانحہ کے بعد کوئی غیرت مند مسلم لڑکا اس سے شادی کرنا بھی نہیں چاہے گا، اس لیے کہ اس کے پاس اپنے ہندو عاشق کو اپنانے کے سوا کوئی راستہ نہیں رہے گا۔

چوتھی ہدایت اس میں کہا گیا کہ لڑکی کو بھرتنگ دل میں شامل کرو بھرتنگ دل کیا ہے؟ بھرتنگ دل سخت گیر ہندو تنظیم وشواہندو پریشد (دی اچھ پی) کا یوتھ ونگ ہے، بھرتنگیوں کا یہ گروپ شری رام کے کام کے لیے 'بھرتنگ دل' کی شکل میں کام کرتا ہے۔ 'بھرتنگ دل' تنظیم کا قیام ہندوؤں کو سچ دشمن عناصر سے بچانے کے لیے ہے۔ اس وقت صرف مقامی نوجوانوں کو ہی ذمہ داری دی گئی ہے جو شری رام جنم بھومی تحریک کے کام میں سرگرم رہتے ہیں۔ اس تنظیم کو اس کے سخت گیر اور 'مسلم اور مسیحی مخالف' نظریات کے لیے ابتدا سے ہی سخت تنقید کا سامنا ہے۔ (ماخوذ از گوگل)

مذکورہ اقتباس کو پڑھیے اس میں کہا گیا ہے کہ اس وقت "بھرتنگ دل" کی ذمہ داری نوجوان ہندو سنبھال رہے ہیں تاکہ "بھرتنگ دل" میں مسلم لڑکیوں کو شامل کرایا جائے اور ان کی ذہن سازی کی جائے تاکہ وہ اسلام سے بدظن ہو کر بھگوانیوں کے نرغے میں آجائیں۔

پانچویں ہدایت اس میں تو آسائش و آرام کی تمام سہولتوں کی ذمہ داری دی گئی ہے کہ مسلم لڑکی کو بھگوانا کر لے جانے والے کو پانچ سے چھ لاکھ روپے ملے گا جس سے وہ دو تین سال تک خوب عیش کریں گے پھر جب من بھر جائے اور اس کی طرف رغبت نہ رہے تو اپنا رنگ دکھا دیں، جس کی ترغیب ان الفاظ کے ذریعے دی گئی "پنارنگ دکھا دینا سمجھ گئے نا آگے" یعنی آگے کیا کرنا ہے یہ سارا نظام جو "بھرتنگ دل" میں بتایا گیا اسی کی طرف اشارہ ہے لہذا وہ تمام باتیں اپنے ذہن میں رکھ کر سارا کام انجام دینے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے،

آئیے مذکورہ اقتباس میں جو کہا گیا ہے کہ "پنارنگ دکھا دینا" وہ کونسا رنگ ہے آپ کو واقعات کے تناظر میں دکھاتے ہیں "پنارنگ دکھا دینا" واقعات کے تناظر میں پہلا رنگ: اخبار کی سرخی میں لکھا ہے "ہندو لڑکے سے شادی کرنے والی نعیمہ کا عبرت ک انجام"

۱۷، رجب ۲۰۲۳ء کو ایک خوبصورت حسین و جمیل لڑکی نعیمہ ہندو لڑکا آشو کے ساتھ گھر سے فرار ہو گئی عاشق آشو کے لیے نعیمہ

نے ماں باپ دھن دولت نعمت بلکہ سب سے بڑی نعمت ایمان و اسلام تک چھوڑ دی، لیکن اتنا سب کچھ کرنے باوجود "شو" بھنگ دل" کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اپنا رنگ دکھائی دیا جب اس کا من بھر گیا تو اس نے نعیہ کو قتل کر دیا ظلم بالائے ظلم یہ کہ قتل کر کے بلکوپ کے کنویں میں ڈال دیا بلکہ اس سے بھی جی نہیں بھرا تو راش کو گلے کے لیے کنویں میں نمک بھی ڈال دیا تا کہ جلدی سے لاش گل جائے اور اس کا مقصد تمام ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہوا۔

شالی باری تھانہ چھتر میں ۱۳ پریل بنتی کھڑا میں بلکوپ کنویں سے نیش برآمد ہو گئی اور آشو کے عدا ف لڑکی کے گھر والوں نے رپورٹ درج کروائی، لیکن اب یہ کاروائی کرنے سے کیا ہوگا؟ آشونے تو پنا رنگ دکھ دیا! یہ تو بھنگ دل کا پہلا رنگ ہے دل کو تھامیے اور دوسرا رنگ ملاحظہ فرمائیے دوسرا رنگ اخبار کی سرخی میں لکھا ہے: بچا: سستی پور میں یوٹی نے درج کروائی ایف، آئی، آر، کہا لڑکوں نے چھ مہینے ریپ کر کے پھر دلی میں بیچ دیا۔

و قعہ کا پس منظر ہندو لڑکے وکاس نے سازش کر کے مسلم لڑکی کو پیار کے جل میں پھنسا یا، پھر اس سے بھاگ کر شادی کی، وکاس نے کچھ دن اس نئی نوبلی گڑیا سے کھیلنا جب دل بھر گیا تو اس نے اس کو بنگلور میں چار لڑکوں کے ہاتھ بیچ دیا، چھ مہینے تک ان چار لڑکوں نے بھی گینگ ریپ کیا، اس کے جسم کو خوب نوچا پھر انھوں نے لڑکی کو دلی میں لا کر بیچ دیا، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود مسلم لڑکیوں کی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں کتنی ہیں "میرا والا ایسا نہیں کرے گا" یہ بالکل فریب ہے غلط ہے کیونکہ وہ اپنے دام فریب میں پھنسانا ہی اس لیے ہے کہ اپنا رنگ دکھاسکے۔ اللہ سمجھ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ یہ تو دوسرا رنگ تھا جس کو دیکھنے کے بعد ضرور دل دہل گیا ہوگا آئیے لگے ہاتھ تیسرا رنگ بھی ملاحظہ فرمائیے اور اس پر بھی غور کیجیے کہ کس طرح سے مسلم لڑکیوں پر بھگوانیوں کا رنگ چڑھتا جا رہا ہے۔

تیسرا رنگ نوید۱۔ انشا گرام پرریل بنانے والی سانبہ خان کو جیتند ر سے پیار ہو گیا تو دونوں نے شادی کر لی، جیتند ر نے اپنی خواہشات نفس کی تکمیل کے بعد ۱۵ مئی ۲۰۲۳ کو سانبہ کو شراب پلا کر اس کے ہاتھ کی نس کاٹ دی، جب وہ بے ہوش ہو گئی تو گھبرا کر گلہ گھونٹ کر مار دیا اور پاس ہی کے ایک گندی نالی میں پھینک دیا، کتے راش کو نوچ رہے تھے تو کسی نے ۱۸ مئی کو پولیس کو خبر دی، لاش کے ہاتھ پر سانبہ خان لکھ تھا، جیتند ر نے تو حد ہی کر دیا بلکہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس نے انتہائی درجے کا رنگ دکھایا۔

اسلام چھوڑنے پر کیا ملا؟ یہی کہ ذلت کی موت مرنے کے بعد لاش تک کو کتے نوچ نوچ کر کھانے لگے، دل پھٹا جاتا ہے ایسے واقعات کو پڑھ کر سن کر لیکن اب بھی قوم مسلم اور ہماری بچیاں بیدار ہونے کا نام نہیں لے رہی ہیں کاش اگر سانبہ کسی مسلم سے شادی کرتی تو ملکہ بن کر ایک گھر میں راج کرتی اور ملکہ جیسی شان و شوکت کے ساتھ اپنی آخری آرام گاہ تک جاتی لیکن اس نے عزت پر ذلت کو فوقیت دی۔

چوتھا رنگ حیدرآباد ۲۳ جون ۲۰۲۳ء کو تعیم یافتہ مسلم لڑکی شنائے فیس بک میں لاؤ آ کر خودکشی کر لی جس کی خبر بجلی کی طرح ہر طرف پھیل گئی، ہندو شوہر ہیمنت پاٹیل نے اسلام قبول کرنے کا ناک کر کے شنائے کو "بھگوان لڑپ" میں پھنسا یا جب شنائے کی جوانی کو نوچ سیا

من بھر گیا تو پھر ثنا کو دھوکا دے کر دوسری مسلم لڑکی صوفیہ کو اپنے دام فریب میں پھنسا یا اور اس کے ساتھ مل کر ثنا کو چھینرنے اور پریشاں کرنے لگا، شانے ہیمنت پاٹیل کی ان ور خراش باتوں سے پریشاں و مجبور ہو کر خود کشی کر لی دیکھیے بغور دیکھیے کہ اس ہندو لڑکے نے کیا رنگ دکھایا پہلے تو مسلمان ہونے کا نائک کیا لڑکی سمجھی کہ میں اس سے شادی کر لوں گی تو مجھے بھی ثواب ملے گا تو شادی کر لی، لیکن اس خدار نفس کے شکار نے اپنا رنگ دکھایا اور ثنا کو تکمیل خواہشات نفس کے بعد بے یار و مددگار چھوڑ دیا، صرف یہی نہیں بلکہ اس نے اس کے بعد دوسری مسلم لڑکی کو بھی پھنسا یا یہاں سے قارئین سمجھ سکتے ہیں مسلم لڑکیاں کس قدر ان بھگوائیوں سے متاثر اور اسلام سے بدظن ہو چکی ہیں کہ یہ دیکھنے کے بعد بھی کہ مسلم لڑکی اس درندے کے بھینٹ پہلے ہی چڑھ گئی لیکن پھر بھی وہ اس کے ساتھ رہنے میں خود کو محفوظ سمجھ رہی ہے، حالانکہ وہ دن دور نہیں کہ یہ بھی بھگوائی رنگ کا اصل چہرہ دیکھے گی اور دین و ایمان سے ہاتھ دھوئے گی یہی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گی۔

مسلم لڑکیوں کو ثنا کی ماں کی نصیحت

اخبار کی سرٹھی میں لکھا ہے : غیر مسلم شوہر کی ہر سانی پر خود کشی کرنے والی ثنا کی والدہ کی مسلم لڑکیوں سے التجا، حیدرآباد ۲۳ جون : (سیاست نیوز) : غیر مسلم شوہر کی ہر سانی کا شکار خود کشی کرنے والی ثنا کی والدہ نے مسلم لڑکیوں سے دردمنداناہیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ ان کی بچی جیسی غلطی نہ کریں، انھوں نے مسلم لڑکیوں سے التجا کرتے ہوئے کہا : کہ وہ کوئی دوسری مسلم بیٹی کے ساتھ اس طرح دردناک انجام کو نہیں دیکھ سکتی۔ انھوں نے کہا کہ انھیں ایسا سبق حاصل ہوا جس کو وہ زندگی بھر کبھی بھلا نہیں سکتی۔ ثنا کی والدہ نے کہا ان کی بچی کو شادی کے وقت سے ہر سانی کا سامنا تھا۔ لڑکی کا شوہر لڑکی پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرتا تھا۔ لڑکی برسر روزگار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھی۔ ثنا کی والدہ جو بچی کے غم میں صدمہ کا شکار ہے دیگر مسلم لڑکیوں کو نصیحت کرتی ہے کہ وہ ان کی بچی کے انجام کو دیکھیں اور دردمندانہ گزارش کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ وہ ثنا کی جیسی غلطی نہ کریں۔ یہاں ثنا کی ماں کے نصیحت کو اس لیے ذکر کیا کیونکہ ایک بیٹی کی جدائی کا درد ماں ہی جان سکتی ہے ہم اور آپ نہیں جان سکتے۔

پانچواں رنگ ان بھگوائیوں کا ایک بہت ہی نازیبا اور گھناؤنا رنگ دیکھیے وراپنے آپ سے سوال کیجیے کہ کیا اب بھی آپ کی اپنی امیرنی غیرت خاموش تماشائی بن کر تماشا دیکھنا چاہتی ہے یا بھگوائیوں سے انتقام پر آپ کو ابھارتی بھی ہے؟ ایم پی میں تقریباً دو مہینے پہلے ایک مسلم لڑکی کو ہندو لڑکے نے "بھگوا لٹرپ" میں پھنسا یا پھر اس کے بعد اس کی عزت سے کھلاڑ کیا جب من بھر گیا تو لڑکی کو زور و کوب کرنے لگا حتیٰ کہ جب لڑکی زمین پر بے حس ہو کر گر پڑی تو اس کے چہرے پر ہندو لڑکا پیشاب کرنے لگا اس منظر کو جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی، کہ آج مسلم بیٹیوں پر اس قدر ظلم و تشدد ہو رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ مصلحت کے ترانے گنگن رہے ہیں۔ اگر خاموشی اور تماشا ہی بنے رہنے کا نام مصلحت ہوتا تو حضرت محمد بن قاسم علیہ الرحمہ کبھی بھی حجاز سے ایک ننھی جان کو بچانے کی خاطر سندھ نہیں آتے ایک نازک جان کے لیے کئی بہادر جان شہید نہیں کراتے، تاریخ سے واقفیت رکھنے والے حضرات سے یہ بات مخفی نہیں ہے۔

آخر بات کیا تھی حضرت محمد بن قاسم نے کئی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ایک جان بچائی، بات غیرت ایمانی کی تھی کہ مسلم سر تو کٹا سکتے ہیں لیکن اپنی غیرت کا سودا کبھی نہیں کر سکتے، یہ تو صرف ماضی قریب کے پانچ رنگ واقعات کی شکل میں قارئین کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لیے پیش کیے گئے ہیں ورنہ ایسے واقعات ہزاروں سے زیادہ ہیں جن کو ضبط تحریر میں لانے کے لیے ایک دفتر بھی نہ کافی لیکن اہل دل چشم بینا کے لیے یہ پانچ رنگ بھی کافی دوانی۔

اسباب و علاج

فتنۂ ارتداد کے سدباب کے لیے پانچ اسباب ملاحظہ فرمائیں اور انہیں کو علاج بھی سمجھیں، رہی بات شفا کی تو وہ اللہ جل و علا کے دست قدرت میں ہے۔

(۱) سب سے پہلی ذمہ داری والدین کی ہے کہ وہ اپنی ولادت کی اسلامی ماحول میں پرورش کریں خود بھی گناہوں سے بچتے رہیں اور اپنی اولاد کو بھی سچائیں کیونکہ ماں کی گود اولاد کے لیے پہلی درس گاہ ہے اس میں جو تربیت ہوگی اس کا اثر تادم اخیر رہے گا۔

(۲) اسلامی اسکول اور مدرسے کا انتظام کیا جائے جس میں صرف مسلم بچیاں اسلامی حدود میں رہ کر تعلیم حاصل کریں اگر اس کا انتظام نہ کیا گیا تو عوام نہیں مانے گی وہ ضرور اپنی بچیوں کو غیروں کے اسکول میں بھیجیں گے اور ان کے افعال و اقوال شنیعہ قبیحہ سے متاثر ہو کر اسلام سے بدظن ہو کر بھگوا سیوں کو اپنا محافظ سمجھ لگیں گی اور یہی فتنۂ ارتداد کی جڑ ہے جب بچی بچپن سے ہی ہندو تو ماحول میں رہے گی تو اس کو کیونکر ہندو نہ رسم و رواج برامعوم ہوگا بلکہ گنگا جمنی تہذیب کے زیر اثر وہ ہندو مسلم سکھ عیسائی سب کو ایک سمجھنے لگی گے۔

لہذا اسلامی اسکول کا قیام از حد ضروری ہے جس میں دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی دی جائے خصوصاً عقائد پر خدھی توجہ دی جائے اور یہ بہت مشکل کام نہیں بلکہ بہت آسان ہے بس مسلم قوم ایک دو سال جو روپے جلسے میں خرچ کرتی ہے وہ اسلامی اسکول بنانے اور مدرس کا انتظام و انصرام بہتر بنانے میں خرچ کر دے، اگر سبہ کیا جائے تو مسلم قوم صرف ایک سال کے جلسے اور خرافاتی ڈارمیں میں کروڑوں روپے خرچ کر دیتی ہے یہ فقط ایک صوبے کی بات ہے، تو اندازہ لگائیں پورے ہندوستان میں ہونے والے جلسوں کو ملا کر کتنا خرچ ہوتا ہوگا؟ اتنا خرچ ہونے کے باوجود ان جلسوں کا نتیجہ کیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے، میں یہ نہیں کہتا جلسہ نہ کیا جائے، جلسہ کیا جائے لیکن منظم طریقے سے ضلعی سطح پر کیا جائے باسوخ موقر و معتمد علماء کے ذریعے عقائد و نظریات اہل سنت پر ناصحانہ انداز میں تقریر کرائی جائے۔

(۳) نکاح آسان کیا جائے جہیز جیسی بلا کو ختم کر دیا جائے نکاح میں تاخیر نہیں تعمیل کی ترغیب دوائی جائے جو غریب بیٹیاں ہیں ان کے نکاح کا انتظام و انصرام کیا جائے ان کی ہر طرح امداد کی جائے نکاح آسان اور عام ہوگا تو زنا کا دروازہ خود بخود بند ہو جائے گا بالخصوص شادیوں میں جو غیر شرعی رسم و رواج ہے اسے ختم کرنے کے لیے حتی الامکان کوشش کی جائے اس کے لیے ہر گاؤں میں یک جماعت کی تشکیل دی جائے جس کے ماتحتی میں سارا کام سرانجام پائے۔

(۴) موبائل فون لیپ ٹاپ سے نوجوان نسل کو دور رکھنا ایک امر مشکل ہوتا جا رہا ہے گرو والدین موبائل استعمال کرنے سے منع

کرتے ہیں تو بچے والدین سے متنفر ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ دھیرے دھیرے والدین کے صلاح و مشورہ چھوڑ کر غیروں کے صلاح و مشورہ پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں ایسے عالم میں میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کو ان چیزوں کو صحیح استعمال کرنے کی ترغیب دیں اور ان پر اپنی نظر رکھیں، ہاں سمجھائیں اگر سمجھانے سے سوشل میڈیا سے دور ہو جائیں تو بہت اچھی بات ہے لیکن ضد پر نہ اتر آئیں کہ اس کا رد عمل زہر بلا ہل بن کر سینے میں اتر جاتا ہے، ان کے ساتھ اپنا وقت گزاریں ان کو اس بات کا احساس دلائیں کہ آپ ہمیشہ ان کے ساتھ ہیں اکثر اوقات دینی اور مفید گفتگو کریں بروں کی صحبت سے بالکل دور رکھیں اور اس کے مضر اثرات بھی بتائیں۔

(۵) طلاق، حلالہ، خلع، پردہ، عدت، کفو، مقام نسواں، چار شاہدیاں، بہتر حوریں، جنت، جہنم، جہد، حب الوطن وغیرہم جیسے حساس مسئلے پر دایمان اسلام کو کھل کر گفتگو کرنی چاہیے ان زیر بحث مسائل کے تمام نکات عوام کے سامنے کھل کر بیان کرنا چاہیے اگر ہم اسے بیان نہیں کریں گے تو اسی طرح سے مسلم نوجوانوں کو مخالفین اسلام، اسلام سے بدظن کرتے رہیں گے وہ دن ور تھے جب علما خطبا ان مسئلے پر وضاحتاً خطاب نہیں کرتے تھے کیونکہ اس وقت اس کی اتنی ضرورت بھی نہیں تھی اشارۃً بھی کہنے سے بات بن جاتی تھی لیکن دور حاضر میں علما، خطبا، قائدین و داعیین پر فرض ہے کہ عوام کے سامنے اس کی صحیح تفہیم بیان کریں ان کے قلوب و اذہان سے ان تمام اشکال و شبہات کو دور کرنے کی کوشش کریں جو بھگوائیوں نے عوام کے ذہنوں میں ڈال دیے ہیں اگر ایسا نہ ہوا تو کل میدان حشر میں ہم سب کو اس کا جواب دینا پڑے گا میری نظر میں ارتداد کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دین کی صحیح تفہیم عوام تک نہیں پہنچائی بس انھیں کراہت سنا سنا کر خوش کرتے رہے۔

خلاصہ کلام ہر دور میں فتنے جنم لیتے رہے اور مسلمانوں کو دبانے کی تمام سازشیں کرتے رہے لیکن مسلمانوں نے شتر بے مہار کی طرح ان فتنوں کو چھوڑ نہیں دیا بلکہ ہر دور میں ہر فتنے سے جنگ لڑی و فتح یاب ہوئے تو ہمیں بھی اسلاف کی تاریخ دھراتے ہوئے فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لیے مستعد و متحد ہو کر میدان میں اترنا ہوگا جتنے بھگوائیوں کے اعتراضات اسلام کے متعلق ہیں ان تمام کا تشفی بخش جواب دے کر مسلمانوں کو ان کے چنگل سے چھڑانا ہوگا خصوصاً طلاق، حلالہ، خلع جیسے حساس مسائل کی صحیح تفہیم عوام تک پہنچانی ہوگی تاکہ ہماری ذمہ داری پوری ہو جائے اور اللہ جل و علا کے سامنے میدان حشر میں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

اللہ جل و علا ہمیں حق گوئی کی توفیق مرحمت فرمائے مشرکین کی سازشوں سے بچائے مالک و مختار عالم رحمت پروردگار یک نظر کن سوئے ماے شافع عصیاں شعار ارتدادی فتنہ بڑھتا جا رہا ہے دن بدن کیجیے چشم عنایت اے رسوں ذی وقار

آمین ثم آمین

بجاء النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ہر جاہ ملائک کی بارات کھڑی ہوگی

روضہ مبارک کی طرف پیٹھ کرنا :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی جانب، مواجہ شریف، سنہری جابیوں کی طرف پیٹھ کر کے ویڈیو اور تصویر بنانا بے ادبی اور بے باکی ہے کیوں کہ یہ وہ بارگاہ ہے جہاں ادب و تعظیم کا یہ انداز بتایا گیا کہ یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے، اور اپنا منہ ان کی طرف رکھے، نیز علماء کرام نے بلا مجبوری روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیٹھ کرنے کو سختی سے منع فرمایا۔

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”المسک المسقط“ میں تحریر فرماتے ہیں، کہ مزار اقدس کی طرف پشت نہ کرے نماز اور غیر نماز میں، البتہ جب کوئی مجبوری و ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بلا مجبوری مزار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ کرنے سے منع فرمایا اگرچہ نماز میں ہو۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد دوم، صفحہ 836، مطبوعہ دعوت اسلامی)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: قبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو، اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے۔

(بہار شریعت، جلد اول، حصہ ششم، صفحہ 1228، مطبوعہ دعوت اسلامی)

لہذا! آج کے حالات پر غور کریں کہ کتنی کثرت سے لوگ روضہ مبارک کی طرف پیٹھ کر کے تصاویر لے رہے ہوتے ہیں، ان کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کہاں کھڑے ہیں۔ خانہ کعبہ میں دوران طواف تسبیح و تحمید کی جگہ وہ تصویر کشی میں مبتلا ہوتے ہیں، دوستوں احباب سے ویڈیو کانٹنگ پر بات کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ احاطہ حرم میں ایک گناہ کرنا ایک لاکھ گناہ کرنے کے برابر ہے اور ایک نیکی ایک لاکھ نیکی کرنے کے برابر ہے، صدر الشریعہ، مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ہاں ہاں ہو شیخ! ایمان بچائے ہوئے قلب و نگاہ سلنھالے ہوئے حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادہ پر پکڑا جاتا اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے، ایسی خیر کی توفیق دے۔ (بہار شریعت، حصہ ششم) حرمین شریفین کی حاضری کے آداب :

ارکان حج و عمرہ نہایت ہی ادب و احترام، خلوص و لہیت کے ساتھ ادا کرے، کسی بھی طرح کی بے ادبی، گستاخی سے بچے، طواف کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ آپ کی وجہ سے کسی کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہو، خالی اوقات میں کلمہ طیبہ کی کثرت کریں، اور کم از کم ایک قرآن کریم کا ختم کریں، اپنے والدین، اولاد، دوست و احباب، اساتذہ کرام، اولیاء کاملین، خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے لیے جتنے ہو سیکے عمرے کرتا رہے، مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت خانہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو، آستانہ پاک کو بوسادے، فلاح دارین، قوس حج، مغفرت ذنوب، دوبارہ حاضری کی دعا کرے، تضرع، خشوع، دعا، بکا، ذکر و درود کی جو کثرت ہو سکے بجالائے، حجر اسود کو بوسہ دے کر اپنے پاؤں رخ بہ کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو بنگاہ حسرت دیکھتا اور فراق بیت پر روتا یا رونے کی صورت بناتا مسجد مقدس کے دروازہ ”باب

اغزوہ" سے نکلے، پھر بقدر استطاعت فقراے حرم پر تصدق کرتا ہوا مدینے شریف کا رخ کرے۔

(ماخوذ: فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 10، صفحہ 829، 830)

(ارکان حج و عمرہ کثرت سے ہیں تو ہر ہر رکن کے آداب ذکر کرنا مناسب نہیں، ثنائین حضرات فتاویٰ رضویہ کی جلد 10، "مطبوعہ دعوت اسلامی کی طرح رجوع کریں)

مدینے شریف کی حاضری میں خالصتاً قرآنور کی زیارت کی نیت کیجیے۔ ریاکاری اور تجارت وغیرہ کی نیت قطعاً نہ ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح) سفر مدینہ میں درود شریف کی کثرت کرے، روضہ مبارک کی حاضری کے وقت گردن جھکائے، روتے ہوئے، لرزتا، کانپتا، بید کی طرح تھر تھراتا، ندامت گناہ سے عرق شرم میں ڈوبا، قدم بڑھا، خضوع و وقار خشوع و انکساری کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کر، سوا سجدہ عبادت کے جو بات ادب و اجال میں آکھس ہو، بجالا (ماخوذ: فتاویٰ رضویہ) درود شریف کی کثرت کرتے چلے۔ نہایت خشوع و خضوع سے روضہ اقدس پر حاضری دے، سلام پیش کرے، رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنالے، اس دوران دل سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کرے، موبائل چلانے، سیلفیاں مینے سے بچے اور سوچیے کہ کس ہستی کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر آپ کو کسی نے روضہ اطہر پر سلام عرض کرنے کا کہا ہے تو اس کی طرف سے بھی سلام عرض کر دے۔ جب تک مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو، کوشش کر کے اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت (پاوضو) حاضر رہے، نماز و تلاوت و درود میں وقت گزارے، مسجد نبوی شریف میں دنیوی باتیں ہرگز نہ کرے، یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار (50,000) لکھی جاتی ہے، لہذا عبادت میں زیادہ کوشش کرے، بھوک سے کم کھانے میں ارکان ہے کہ عبادت میں دل زیادہ لگے، روضہ رسول کو ہرگز بیٹھ نہ کرے اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ بیٹھ کر پیڑ سے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ان مقدس مقامات کی باادب حاضری نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بحاجۃ سید المرسلین ﷺ

محمد تحسین رضا نوری شیرپورکلاں پورن پور پتلی بھیت



حصول علم دین کی اہمیت اور ہمارا معاشرہ

از: محمد شعیب خان رضوی متعلم مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضائے ملی شریف 6307364323

علم کے ذریعے آدمی ایمان و یقین کی دنیا آباد کرتا ہے۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ یروں کو اچھا، دشمن کو دوست، بے گانوں کو اپنا بناتا ہے اور دنیا میں امن و امان کی فضا پیدا کرتا ہے۔ علم کی فضیلت و عظمت، اہمیت و افادیت، ترغیب و تائید جس بلیغ و دل آویز انداز سے دین اسلام میں پائی جاتی ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ تعلیم و تربیت، درس و تدریس تو گویا اس دین حق کا جزو و نفع ہے۔ دینی تعلیم کے ذریعے ہی اللہ عزوجل اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات کو پوری دنیا میں عام کیا جاسکتا ہے۔ نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب سے پہلے وحی کے طور پر نازل ہونے والے لفظ "اقرأ" ہے یعنی اے محبوب: پڑھیے اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ قرآن مجید نے سب سے پہلے جس کی توجہ دلائی وہ تعلیم ہے۔ علم کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے علاوہ کسی اور چیز کی زیادتی کے طب کا حکم نہیں دیا چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا

(سورہ طہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔

قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے اہل علم کی اپنی بارگاہ اقدس میں فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ"

(سورہ المجادلہ آیت ۱۱)

ترجمہ: اللہ عزوجل تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

یہاں انفرادی طور پر اللہ عزوجل نے بتلایا ہے کہ جو بھی ایمان والا اور علم والا ہے۔ اس کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو قوموں اور ملتوں کی بلندی کا سبب قرار دیا ہے فرماتے ہیں ﷺ:

"إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكُتُبِ أَقْوَامًا وَيُضَعُّ بِهِ الْآخَرِينَ"

(صحیح مسلم ۸۱۷)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو اٹھاتا ہے اور اسی کتاب کے ہدائے قوموں کو نیچے بھی گراتا ہے۔

یعنی جو قوم قرآن کو پڑھتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے اللہ عزوجل اسے بلند کرتا ہے اور جو قوم قرآن سے اعراض کرتی ہے اور اس

کے مقتضیات پر عمل کرنے سے گریز کرتی ہے اللہ عزوجل اسے ذلیل و رسوا کرتا ہے اور نیچے گرا دیتا ہے۔ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ

قرآن ہی انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر ترقی کا زینہ ہے۔ اسی لئے قرآن کے سیکھنے اور سکھانے والے کو سب سے بہتر کہا گیا ہے۔

نبی اکرم نور محمد ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے:

7/17/2017 12:00:00 PM 8789417413 TPH

کے شر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے علم دین کا ہونا ضروری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ساری باتیں بالذات عصری تعلیم کا ثمرہ ہیں، لیکن مغربی تہذیب کے عصری تعلیم پر غالب ہونے کے سبب یہ ساری چیزیں بالعرض اس سے متعلق ہو گئی ہیں۔ مغربی تہذیب سے مرعوبیت اور اپنے مذہبی و تہذیبی ورثے کے تئیں احساس کمتری کا شکار ہو جانا، دل و دماغ سے دین کی عظمت کے منکر ہو جانا اور اسلام کے بنیادی عقائد اور کثیر احکامات کے سلسلے میں شکوک و شبہات اور تذبذب کا شکار ہو جانا وغیرہ عصری تعلیم کے لوازمات میں سے ہیں۔ چونکہ عصری تعلیم کا حتمی مقصد صرف اقتصادی ترقی، آسائشی بخش زندگی کا حصول اور عیش کوشی ہی بن کر رہ گیا ہے اس لئے عصری تعلیم کے محصلین کے اندر دولت کی حرص و ہوس کا پیدا ہو جانا اور اس کے نتیجے میں حلال و حرام کی تمیز کو کھودینا عام طور پر مشاہدہ میں ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ عصری تعلیم کے یہ اثرات ہمارے معاشرے میں نہ کے برابر پائے جاتے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عصری تعلیم اور مغربی تہذیب کے یہ اثرات سب سے زیادہ ہمارے معاشرے ہی میں پائے جاتے ہیں اور قوم مسلم ہی سب سے زیادہ ان سے متاثر ہے۔

آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ کون سی کمی ہمارے معاشرے کے اندر ہے جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ اس حالت پر ہے؟ پردہ دل سے اس کا جواب یہی آتا ہے کہ وہ کمی علم دین کی ہے، قرآن کی تعلیم کی ہے، احکام خدا اور رسول (ﷺ) کو نہ ماننے کی ہے۔ اور اسی کمی نے ہمارے اس معاشرے کو، اس چین کو، جو کبھی علم و فضل و ترقی کا گوارہ ہوا کرتا تھا، آج اس حال پر پہنچا دیا ہے۔ اگر آج ہمارا معاشرہ دینی تعلیم کے حصول میں بھی اسی تندی کا مظاہرہ کرے جو اکثر عصری علوم کے حصول کے وقت دیکھنے کو ملتی ہے، تو ضرور ہمارا معاشرہ جہالت کی تاریکی سے نکل کر نیا آشیانہ بنا سکتا ہے اور اپنی دنیاوی و اخروی ترقی کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔ دینی تعلیم کی قلت کی وجہ سے ہمارا معاشرہ اس قدر نظم کا شکار ہے کہ خدا خیر کرے! ہمارے اسلاف کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ جب بھی انہیں کچھ نعمت ملتی وہ اللہ کا شکر بجالاتے، پریشانیوں میں صبر کرتے، حد درجہ عاجزی و انکساری ان کے شب و روز سے ظاہر ہوتی، اگرچہ وہ کتنے ہی بڑے عہدے پر فائز ہوتے۔ لیکن آج ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ہماری عوام کو اگر کوئی مشکل امر درپیش جائے تو خدا اور رسول ﷺ کے لیے نازیبا کلمات کے استعمال سے گریز نہیں کرتے، اگر کوئی نعمت ملے تو خدا اور رسول ﷺ کو فراموش کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ ہمارے معاشرے کے افراد میں سے اگر کوئی چھوٹے سے بھی عہدے پر پہنچتا ہے تو سب سے پہلے دین کو پس پشت ڈالتا ہے۔ احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کرتا ہے، مذہبی لبادے کو اتار پھینکتا ہے، مذہبی وضع قطع کو دور کرتا ہے اور پوری طرح سے اپنے آپ کو مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے۔ بعض حضرات تو اتنا آگے نکل جاتے ہیں کہ معاذ اللہ کفریہ کلمات کہنے اور کفریہ شعار کو اپنانے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ یہ سب علم دین کی کمی کی وجہ سے ہے، مسلمانوں کے اندر دین سے شغف نہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر وہ دینی تعلیم حاصل کرتے، دین کی عظمت و رفعت کو پہچانتے اور ایسی حرکتیں کرنے سے باز آتے۔ علاوہ ازیں، بہت سی برائیاں ہیں جو ہمارے معاشرے میں چل رہی ہیں اور دیمک کی طرح ہمارے معاشرے کو اندر سے کھا رہی ہیں۔ چوری، ڈکیتی، لڑائی۔ جھگڑا، شراب نوشی، جو بازی، ہم جنس پرستی، زنا کاری، بدکاری، بد اخلاقی، بد کرداری، خیانت، عداوت بین المسلمین وغیرہ کون سی ایسی برائی ہے جس نے ہمارے معاشرے کو زہر دینے میں بدنام نہیں کر رکھا ہے۔ یہ ساری برائیاں ہمارے معاشرے میں صرف اور صرف علم دین سے دوری کی وجہ سے ہیں کہ اگر لوگ

علم دین حاصل کرتے تو انھیں ان برائیوں کا بھی علم ہوتا کہ انھیں برائی کہتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان برائیوں کی آخرت میں کیا سزا ہے یہ بھی جانتے۔ مگر افسوس! نہ ہمارے معاشرے میں لوگ علم حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی علم حاصل کرنے والوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ معاندین اسلام نے علم دین کے خلاف معاشرہ میں اتنا زہر گھول دیا ہے کہ آج اپنے بھی علم کی تحقیر کر رہے ہیں۔ آپ نے بھی ڈیجیٹل ڈاکٹر، جاہل انجینئرز وغیرہ الفاظ نہیں سنے ہوں گے لیکن ڈیجیٹل ملا، جاہل مولوی ہر روز سننے کو ملتا ہے۔ اس میں ہماری بھی کمی ہے کہ ہم نے اپنے افعال و کردار سے معاندین اسلام کے پروپیگنڈہ ایس ان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ ہم نے علم کی قدر و منزلت بھی نہ کی اور علم کو صرف ذریعہ معاش بنالیا۔ لوگوں کے درمیان اس کی عظمت و فضیلت و برتری کو اجاگر کرنے کی بجائے علم کی اہانت کی اور اسی کے سبب آج زمانے میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ باوجودیکہ ہم اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جو عزت و بزرگی کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔

شاعر کہتا ہے:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوهُ صَانَتُهُمْ

وَلَوْ عَظُمُوهُ فِي التُّفُوسِ لَعُظِمَا

وَلَكِنْ أَهَانُوهُ فَهَانُوا، وَذَلُّوا

مُحَيِّتَاهُ بِالْأُصْحَاعِ حَتَّى تَجْهَمَا

ترجمہ: اگر اہل علم علم کی حفاظت کرتے تو وہ علم بھی ان کی حفاظت کرتا، اور اگر اس کی عظمت و گوں کے دلوں میں بٹھاتے تو اس کی قدر کی جاتی، مگر اہل علم نے اس کو ذلیل کیا تو وہ ذلیل ہو گئے اور لالچ کی گندگیوں سے اس (علم) کے چہرے کو میلا کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ (چہرہ) بگڑ گیا۔

(نتیجہ وہ اہل علم بھی ذلیل و بے وزن ہو گئے) اللہ عزوجل ہمارے معاشرے میں علم کی بہاریں عطا فرمائے اور ہم سب کو علم دین حاصل کرنے، اس پر عمل کرنے اور صحیح ڈھنگ سے اسے لوگوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین



طلاق کی خرابیاں۔۔۔ اسباب و علاج۔۔۔ اسلام میں نکاح کا تصور

قسط اول

از فقیر: شاکر رضا نوری مصباحی رنج محلی

استاذ التدریس والافتاء الجامعة الاسلامیہ مشن رتوانالہ بنگلہ

طلاق پر روشنی ڈالنے سے قبل مناسب رہے گا کہ کچھ نکاح سے متعلق لکھا جاوے اس لیے کہ نکاح ایک پاکیزہ رشتہ ہے، اس کی ضرورت و اہمیت، نیک مقاصد کو سمجھنے کے بعد امید ہے کہ کوئی عقل مند طلاق کی جانب ہرگز قدم نہیں بڑھائے گا۔

وانلہ الموفق وهو المستعان

مذہب اسلام میں نکاح کا تصور بہت پرانا ہے، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: فانكحوا ما طابت

لکم من النساء مثلی وثلاث وربیع فان خفتهم الا تعتدوا فواجدة.

ترجمہ کنز الایمان

”تو نکاح میں ماؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو تین تین چار چار پھر اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک سے نکاح کرو۔“

ترجمہ کنز الایمان

اس آیت کی تفسیر میں حضور صدرالافاضل سیدنا حضرت سید نعیم امجدین مراد بادی علیہ رحمۃ الہی فرماتے ہیں:

”مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے خواہ وہ حرہ ہوں یا امہ یعنی باندی۔“

مسئلہ: تمام امت کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لیے جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص سلام لایا ان کی آٹھ بیویاں تھیں حضور نے فرمایا ان میں سے چار رکھنا۔ ترمذی کی حدیث میں ہے غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لایا ان کی دس بیویاں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہوئیں حضور نے حکم دیا ان میں سے چار رکھو۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بیویوں کے درمیان عدل و انصاف فرض ہے نئی، بدانی، باکرہ، شیبہ سب اس استحقاق میں برابر ہیں یہ عدل و انصاف لباس میں، کھانے پینے میں، سکنی یعنی رات رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو

(خزان لعرقان)

اس کے علاوہ اور جگہ بھی ہمیں قرآن مقدس نے نکاح کا تصور دیا اس پاکیزہ رشتے کا تصور ہمیں سیدنا حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام کے نکاح سے بھی ملتا ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے حکیمانہ انداز میں نکاح کا تصور دیا چنانچہ بخاری و مسلم، ابوداؤد و ترمذی

مذی، و نسائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے یہ نکاح اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے روکنے والا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں ہے وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت و خواہشات کو توڑنے والا ہے

(صحیح البخاری کتاب النکاح باب من لم یستطع لہاءة فلیصم ج ۳ ص ۴۲۲)

مذکورہ حدیث شریف میں تصور نکاح کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السلام نے مقصد نکاح پر بھی روشنی ڈالی ہے اور یہ واضح ہوا کہ کوئی مسلمان مرد کسی بھی اجنبیہ غیر محرم عورت کے ساتھ کسی طرح کا غلط تعلق نہ رکھے نہ اس کی طرف دیکھے کہ بغیر نکاح کے کسی مرد کا کسی عورت سے یا کسی عورت کا کسی مرد سے پیار محبت، غلط تعلقات، ہنسی مذاق، موبائل میں دیر تک بات چیت کرنا، بے حیائی و بے پردگی کا مظاہرہ کرنا، شریعت میں حرام اشہ حرام ہے، گناہ کبیرہ کا مرتکب اور عذاب جہنم کا مستحق ہے۔ اور ان برائیوں کو openly کرنے والا فاسق معطل ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ انھیں گناہوں سے بچنے کے لیے حضور علیہ السلام نے نکاح جیسا پاکیزہ رشتہ عطا فرمایا، اسی لیے نکاح کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ نکاح وہ عقد ہے جس کے ذریعے مرد کا عورت کے ساتھ جماع وغیرہ حل ہو جائے۔

(بہار شریعت ج ۶ ص ۵)

نکاح ایک پاکیزہ رشتہ ہے اسے سنت کے مطابق ہی انجام دیں اور love marriage سے دور رہیں اگر لڑکی پسند ہے تو نکاح کا پیغام بھیجیں اور بغیر Demand کے نکاح کریں لڑکی والے سے مانگنا فقیری چال ہے، کچھ مانگ کر لڑکی والے کے سامنے خود کو نیچا کر دیں، اللہ نے آپ کو مرد بنایا ہے آپ اپنے بازوؤں پر بھروسہ کریں نہ لڑکی والے پر، جو کچھ بھی مانگ کر لیا بلا وہ رشوت ہے اور رشوت لینا حرام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الراشی والمرتشی کلاهما فی النار

(کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۳)

لڑکی والے کو مجبور نہ کریں اگر خوشی سے کچھ دے دے تو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نکاح کا دوسرا مقصد تو والد و تناسل بھی ہے اسی لیے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ محبت کرنے والی اور بچہ جننے والی عورت سے شادی کا حکم دیا، چنانچہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرت و مال و منصب والی عورت پائی ہے مگر اس کا بچہ نہیں ہوتا کیا میں اس سے نکاح کر لوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا حضور علیہ السلام نے منع فرمایا، تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کی ارشاد فرمایا، ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی بچہ جننے والی ہو میں تمہارے ساتھ اور امتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔

(سنن ابوداؤد کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۱۹)

مذکورہ ان ساری باتوں سے یہ واضح ہو گیا کہ نکاح کی ضرورت و اہمیت value کیا ہے، نکاح کا مقصد بھی واضح ہو گیا، یہی نکاح آپس میں محبت پیدا کرتا ہے، نکاح ایک خاندان کو وجود دیتا ہے نکاح سے نسل race میں اضافہ Addition ہوتا ہے، نکاح

کثرت اولاد کا ذریعہ ہے، نکاح گناہ crime سے بچاتا ہے اور نیکی virtue سے قریب رکھتا ہے مگر طلاق کی نحوست اور طلاق کے Bulldozer ان سارے مقاصد کی بنیاد اکھاڑ کر رکھ دیتا ہے، نسل، خاندان میں تباہی مچا دیتا ہے، محبت کو نفرت سے بدل دیتا ہے، اور بھی بہت سی خرابیاں جنم لے لیتی ہیں معاذ اللہ رب العلمین،

لہذا ہم سب کی ذمہ داریاں ہیں کہ شادی کے موقع پر ہونے والے خرافات، بری رسموں، اور رشوت کی لعنت سے مسلم معاشرے کو بچائیں اور محلے کے ذمہ حضرات بھی اس کے روکنے میں آگے آئیں اور سمیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

طلاق کی تعریف

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کے اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔

(بہار شریعت جلد دوم ص ۱۱۲)

بلا جہ شرعی طلاق کی مذمت۔ اگر وجہ شرعی موجود ہے تو طلاق دینا درست ہے، مگر بلا وجہ شرعی چھوٹی چھوٹی باتوں پر طلاق دینا قہر الہی کو دعوت دینا ہے اور دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی Destruction میں گرفتار arrested ہونا ہے، اس پر احادیث کریمہ میں جو وعیدیں punishments آئیں ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ acceptable روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہیں کی۔

(دارقطنی کتاب الطلاق ج ۴ ص ۴۰)

دوسری حدیث پاک میں ہے: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تمام مدلل چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔“

(سنن ابوداؤد کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۷۰)

ان وعیدوں سے یقیناً ایک مومن انسان، ایک نیک اور رحم دل آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

اے میرے بھائی! ذرا سوچو آقاے کریم کے فرمان سے معلوم ہوا کہ ہمارا مہربان خدا کتنا ناراض ہوتا ہے طلاق سے جب خدا ناراض ہوتا ہے تو رسول بھی ناراض ہوتے ہیں، ایسے لوگ جو بلا وجہ شرعی طلاق دیتے ہیں گناہ عظیم میں گرفتار ہیں، پیارے مسلمانو! مسلمانو یاد رکھو۔ دنیا روٹھ جائے، روٹھنے دو، کوئی ناراض ہوتا ہے ہونے دو، رشتہ دار ناخوش ہیں ہونے دو، مگر خیر دار اگر مصطفیٰ جانِ رحمت، شانِ یمان، جانِ ایمان ناراض ہو جائیں وہ روٹھ جائیں تو دنیا و آخرت تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ کچھ لوگ معمولی باتوں پر یا چھوٹے سے معاملے میں طلاق دیکر ہلاکت و تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے مثلاً جھیز کی کمی، شوہر کا بعض مطالبہ Demand پورا نہ کرنا، عورت کا بیمار ہونا، شوہر بیوی میں کچھ نوک جھونک ہونا شوہر کے ماں باپ کا بہو سے ناراض ہونا، یا ماں باپ کے کہنے پر بدسوچے سمجھے طلاق دینا کتنی بڑی حماقت very folly ہے۔ ہاں! اگر وجہ شرعی ہے تو طلاق دینا جائز ہے مثلاً شریعت کا پابند نہ ہونا، بے پردگی و رے حیائی سے رہنا،

زبان کا تیز ہونا جس سے لوگوں کو یا ساس سسر کو تکلیف ہو، حضور صمد الشریعہ بدرالطریقہ عیدہ الرحمہ فرماتے ہیں: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے وجہ شرعی ہو تو مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے مثلاً عورت اس کو یا اوروں ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے، حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے نمازی عورت کو طلاق دیدوں اور اس کا مہر میرے ذمہ باقی ہو اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی تو یہ اس سے بہتر ہے اس کے ساتھ زندگی بسر کروں، پھر فرماتے ہیں کہ بعض صورت میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نہ مرد بھڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالدگی صورت بھی نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔

(بہار شریعت ج ۲ ص ۱۱۰)

طلاق کے نقصانات

Loss of divorce طلاق دینے کے بعد دونوں کو بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کھنڈ افسوس مننے کے سوا کچھ باقی نہیں آتا ہے غور و فکر کرنے کے بعد جو نقصانات سامنے آسے انہیں ہم درج کرتے ہیں پڑھیے اور بار بار پڑھیے اور ان نقصانات کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں تاکہ گھر بسانے اور زندگی بنانے والوں میں آپکا بھی شمار ہو جائے اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ شفیع المذنبین

- 1 پہلا نقصان یہ ہے طلاق میں نعمت نکاح کی ناشکری ungrateful ہے 2 طلاق میں رشتے کٹ جاتے ہیں۔
- 3 طلاق کی وجہ سے ایک دوسرے کے دل میں بغض و عناد envied پیدا ہو جاتی ہے۔
- 4 طلاق کی وجہ سے اکثر اوقات فریقین گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
- 5 طلاق سے شیدان خوش ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔
- 6 اگر بچہ ہے تو اس کی صحت و مستقبل future کو پورا خطرہ danger ہے۔
- 7 فریقین طرح طرح کے ٹینشن میں مبتلا ہو کر امراض کے شکار ہو جاتے ہیں۔
- 8 فائدہ بخشی اور محتاجی indigent کی وجہ سے زندگی بے طفت ہو جاتی ہے۔
- 9 سماج میں بدنامی reportill اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔
- 10 معاشرہ بگڑ جاتا ہے اور اپنی فطری زندگی کے راستے سے ہٹ جاتا ہے۔

تلك عشرة كاملة خذ هذا الذکری فانہ تدفع المومنین

یہ قسط اول ہے انشاء اللہ دوسرے ماہ دوسری قسط جاری ہوگی۔

از فقیر: شاکر رضا نوری مصباحی راج محل

بریلی شریف کی مرکزیت۔ اکابر کا متفقہ فیصلہ

از: محمد جمیم اکرم مرکزی

متعلم جامعۃ الرضا بریلی شریف

رابطہ۔ 9523788434

اللہ جل وعلا نے دین اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ تمام انسان ایک خدا کی پرستش کرے سب سے آخر میں خاتم النبیین حضور پرنور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انسان کو کفر و شرک کی تاریک گھاٹیوں سے نکال کر اسلام کی کھلی فضاؤں میں زندگی بسر کرنے کی ہدایت مرحمت فرمائی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کے بعد تبلیغ اسلام کی نشر و اشاعت کا بڑا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اٹھایا بعد ازاں اس عظیم منصب کو علماء کرام نے سنبھالا۔

انھیں علماء کرام کی جماعت میں ایک ذات ستودہ صفات کو دنیا منفر دالکمال فقید الجمال عدیم المثال کنز الکرامت جبل الاستقامت عظیم المرتبت نیر برج فقاہت قانع کفر و ضلالت دافع شرک و بدعت مجدد دین و ملت عاشق شاہ رسالت محب جان نبوت آیت من آیات اللہ معجزہ من معجزات رسول اللہ اعلیٰ حضرت سیدنا مولانا مفتی الحافظ القاری الشاہ الامام احمد رضا خان القادری البریلوی علیہ رحمۃ المنان کے نام سے یاد کرتی ہے۔

جن کی حیات کا ہر ورق نہایت صاف و شفاف ہے جنھوں نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جولائی اور عظمت رسالت سے الجھنے والوں کا شدت سے تعاقب کیا۔

وہ زندگی کے ہر شعبے میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی و ناصر رہے، سائنسدانوں کے باطل نظریات کی تردید میں کتابیں تصنیف فرما کر سائنسدانوں کو انگشت بدندان کر دیا، جن کی کتاب حیات کے ہر ورق سے عشق رسالت بزرگوں کی عقیدت فصاحت و بلاغت اخوت و محبت کی خوشبو پھوٹتی ہے جس سے ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں جانیں معطر ہو رہی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں شرق و غرب شمال و جنوب میں کوئی ان کا ہم پلہ ہمسر نہیں تھا۔ پورے عالم اسلام میں ان کی حیثیت فیصل کی تھی، دنیا کے ہر خطے کے علماء، مشائخ، حکماء، فلاسفہ، مدبرین، محققین، محدثین، مفکرین، بلکہ بڑے بڑے سائنسدان بھی ان سے رجوع کرتے تھے اور اپنی نگاہیں ان کی حرف مرکوز رکھتے تھے جو گتھی نہیں سمجھتی اسے آپ دلائل و براہین سے مزین و آراستہ کر کے پارسائی سلجھا دیا کرتے تھے اسی سے تو دنیا آج بھی تسلیم کرتی ہے اور ان شاء اللہ تاقیام قیامت کرتی رہے گی۔

ملک سخن کے شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی علمی جلالت کو دیکھ کر علماء عرب و عجم نے اپنا مرجع و مرکز مانا، جس پر کثیر شواہد و دلائل موجود ہیں آئیے ہم

سب سے پہلے مرکز کا معنی لغت اور اصطلاحاً آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں پھر دلائل و شواہد کے ذریعے اس کو ثابت کیا جائے گا کہ حضور اعلیٰ حضرت کی ذات بنیت کامرکز و معیار ہے

مرکز کامپیوتری

مرکز کا لغوی معنی: مرکز (شیتافانی شے) باب نصر میسر سے ہے، معنی ہے: جمانا، گاڑنا، مرکوز کرنا، زمین میں گاڑنا، پیدا کرنا جیسے:

ركز السهم في الارض - ركز الله المعادن في الارض او الجبال

ترجمہ :- اللہ نے زمین میں دھاتوں کو پیدا کیا،

هذا شيء متركز في القول :

یہ چیز عقلوں میں راسخ ہے۔

[القاموس الوحید ص ۶۶۳]

اللہ جل وعلا کا فرمان عالیشان ہے : "ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ"

(سورہ فاطر آیت ۷)

ترجمہ: اور اگر وہ (زمین و آسمان سرخیں) تو اللہ کے سوا کوئی شے روکے۔

علامہ نظام الدین حن نیشاپوری نے رغائب الفرقان میں اس آیت کریمہ کی تفسیر فرمائی: (ان تزولا) کراہۃ زولا ہباعن

مقرہما و مرکزہما یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان و آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ گہنیل اپنے مقر سے ہٹ نہ جائے۔۔۔۔۔ اس کا

عظمتِ نقیری "مرکزِ ہما" زائید کیا مرکزِ جائے رکز، جمانا، گاڑنا یعنی زمین و آسمان جہاں جمے ہوئے گڑے ہوئے میل وہاں سے نہ
 مریں۔

[فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۷ رسالہ ۳ نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان ص ۶]

مرکز کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں جس شی کا جو مرکز ہوگا اسی کے مطابق اس کی تعریف ہوگی لیکن یہاں دو رجحانات میں علما کا مرکز مراد ہے، اصطلاحی معنی۔

عقائد و نظریات میں علماء اہل سنت کی نظریں جس ذات ستودہ صفات پر مرکوز ہو جائیں قلوب و اذان جم جائیں کہ ان کے قرآن و احادیث و

آثار فقہائے مزین و آراستہ اقوال کو فیصل سمجھیں وہی مرکز ہے۔

اب اس اصطلاحی معنی کے تناظر میں ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ کونسی ذات ہے جس کی طرف علماء اہل سنت و عوام اہل سنت کی نگاہیں مرکوز

چند

علماء عرب کا فیصلہ

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب الدولة المکیہ فی مادة الغیبیہ میں دلائل و براہین کا بحر بیکراں دیکھ کر شیخ مختار عطار الدجاوی (مسجد حرام، مکہ معظمہ) نے امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا :

"فكانه من معجزات نبينا صلى الله عليه وسلم اظهره الله تعالى على يد هذا الامام الا واحد"

[الدولة المکیہ فی مادة الغیبیہ مطبوعہ کراچی ص ۷۲]

ترجمہ : گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے اس یکتائے زماں امام کے ہاتھوں ظاہر فرمایا۔

مذکورہ بالا اقتباس کو پڑھیں اور بحیرت و استعجاب میں ڈوب جائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ارقام فرماتے ہوئے دلائل و براہین پر شیخ عرب کی نگاہیں اس طرح مرکوز ہوئیں کہ انھیں حضور کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہا اور اس معجزے کا ظہور امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے ہاتھوں ہوا جس کے سبب مسلمانان عرب و عجم کے ایمان و عقائد کی حفاظت ہوئی۔

حضرت سید محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ جو نہایت ہی باصلاحیت ذی شعور عالم دین ہیں، باب السلام کے آس پاس بیٹھ کر درس حدیث دیا کرتے تھے، وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ہی کی ذات مقدسہ کو سنیت کا مرکز و معیار اور حق و صداقت کی کسوٹی قرار دیتے تھے۔ فرماتے ہیں :

"اذا جاء رجل من الهند نسئله عن الشيخ احمد رضا خان فان مدحه علمنا انه من اهل السنة وان ذمه علمنا انه من اهل البدع هذا المعيار عندنا"

ترجمہ : جب کوئی شخص ہندوستان سے آتا ہے تو ہم ان سے شیخ احمد رضا کے بارے میں سوال کرتے ہیں اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اہل سنت سے ہے اور اگر ان کی برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اہل بدعت سے ہے یہی میرے نزدیک (حق و باطل کو پہچاننے کا) معیار ہے۔

[مملک اعلیٰ حضرت منظر پس منظر ص ۱۸۳]

ان الفاظ کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے کہ حضرت سید محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ میرے نزدیک امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی ذات معیار و مرکز حق و صداقت ہے جو ان کی تعریف کرے گا وہی اہل سنت سے ہو گا اور جو ان کی مذمت کرے گا وہ اہل سنت سے خارج ہو گا۔

مذکورہ بالا دونوں اقتباس سے واضح ہوتا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو یہ مقام و معیار دربار رسالت سے عطا ہو ہے آپ کی ذات میان حق و باطل خط امتیاز کی حیثیت رکھتی ہے، سنیت کی پہچان اسی ذات سے ہوتی ہے، یہ دو اقتباس محض تمثیل کے لیے قارئین کرام کے مندر ہے ورنہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے متعلق علماء عرب کے تاثرات پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہیں۔

علماء عجم کا فیصلہ

حضور سید شاہ علی حسین اشرفی میاں (کچھوچھو شریف) فرماتے ہیں :

میرا مسلک شریعت و طریقت میں وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ تعالیٰ علیہ کا ہے، میرے مسلک پر چنے کے لیے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

شیریشہ اہل سنت علامہ حثمت علی خان (بیلی بھیت شریف) فرماتے ہیں :

دین و اسلام کا سچا خلاصہ ”مسلک اعلیٰ حضرت“ ہے، یہی وہ مجمع البحار ہے جس پر آج حنفیت و شافعییت، مالکییت و حنبلییت، قادریت و چشتیت، سہروردیت و نقشبندییت، مجدد و برکاتیت وغیرہم سب سمندروں کا سنگم ہے۔

مبلغ اسلام علامہ عبد العظیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

”میں مسلک اہل سنت پر زندہ رہا اور مسلک اہل سنت وہی ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت ہے، اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں مرقوم ہے، الحمد للہ اسی پدمیری عمر گزری اور الحمد للہ آخری وقت اسی مسلک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر میرا خاتمہ بالخیر ہو رہا ہے۔

امام الملک والحدید امام العلم علامہ امام الدین کوٹھوی پاکستانی فرماتے ہیں :

بشر مجھ سے مصافحہ کر لو اب میں جانے والا ہوں اور میری تمہارے لیے دعا ہے، دیکھو تمہارے والد فقیر اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور تمہارے تایا مولانا عبد اللہ قادری رضوی اور میں اعلیٰ حضرت بریلی شریف والے کے مسلک کی تبلیغ کرتے رہے تم بھی اسی مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا، اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

حضور رمی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

میں تمام مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بریلی شریف کے تاجدار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت علامہ فقیر مفتی محمد احمد رضا خان بریلوی کا جو مسلک ہے وہی میرا مسلک ہے۔ مسلمانوں اس مسلک کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اسی پر قائم رہنا۔

حضرت شاہ جی میاں محمد شیر خان نقشبندی فرماتے ہیں :

جوان کا مسلک وہی میرا مسلک جو ان کا نہیں وہ میرا نہیں۔

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سر دار احمد فرماتے ہیں :

امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں، ان کا مذہب مسلک اہل سنت و جماعت ہے۔

[سنی آواز ناگپور، ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء]

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید احمد قادری فرماتے ہیں :

تجرب ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی کا فتویٰ ہوتے ہوئے فقیر سے استفسار کیا جا رہا ہے۔ فقیر کا اور فقیر کے آباد اجداد کا

وہی مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہے۔

[ماہنامہ سنی آواز ناگپور، ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء]

تاج الشریعہ تاج الاسلام علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

مسلک اعلیٰ حضرت درحقیقت مسلک حقیقی ہے اور حقانیت کی پہچان ہے۔

رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

سارے فرقہ ہائے باطلہ کے مقابلے میں اپنی دینی جماعتی شناخت کے لیے ہمارے پاس بریلوی یا مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے زیادہ جامع کوئی دوسرا لفظ نہیں۔

فقیر ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :

کہ اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہو گا اور اس سے روکنے والا بد مذہب ہو گا یا حاسد۔

[فتاویٰ فقیر ملت ج ۲ ص ۴۳۰] [ماخوذ مذکورہ فرامین علماء کرام از تقدیم مسلک اعلیٰ حضرت منظر پس منظر]

مذکورہ بالا فرامین علماء کرام کے مطالعہ سے قارئین پر خوب ظہور و باہر ہو گیا ہو گا کہ حضور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر علماء کی نگاہیں کس درجہ مرکوز تھیں۔

حق و باطل میں فرق اور سنیت کی پہچان کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات کی طرف انتساب کافی مانا جاتا رہا ہے اور ہنوز مانا جاتا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ مانا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام مرکز کا مطلب اوپر پڑھ کر آئے ہیں کہ مرکز اسے کہتے ہیں جس کی طرف ہر چہارہ جہت کے علماء کرام رجوع کرتے ہیں، مذکورہ بالا فرامین سے یہ آشکار ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات مرکز اعلیٰ تھی مزید شواہد کے لیے فتاویٰ رضویہ شریف کے فتاویٰ کے صرف شروع حصے کا مطالعہ فرمائیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عوام تو عوام خواص علماء کرام بھی آپ کو اپنا مرکز و مرجع تسلیم کرتے ہیں۔

بریلی شریف مرکز کیوں؟

مرجع العلماء الفضلاء مجدد دین و ملت عظیم البرکت پروانہ شمع رسالت سیدنا سیدنا الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ذات ستودہ صفات کی وجہ سے بریلی شریف کو سینوں کا مرکز کہا جاتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ نفس بریلی شریف میں از خود ایسی صلاحیت و جاذبیت ہے جس کی وجہ سے مرکز کہا جاتا ہے بلکہ یہ تمام خوبی بریلی شریف کو حضور اعلیٰ حضرت کی وجہ سے عطا ہوئی ہے، جیسے کوفہ اور بصرہ نخیوں کا مرکز ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نفس کوفہ اور بصرہ از خود مرکز نخیوں ہے بلکہ اسے مرکز اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام فرامین بیہویہ امام خلیل یعنی بڑے بڑے نخیوں نے یہاں سے علم نحو کی نشر و اشاعت کی اور تشنگان نحو کی پیاس بجھائی اسی لیے اللہ جل و علانے ان اماموں کی برکت سے ان جگہوں کو قبولیت و مرکزیت کے شرف سے مشرف فرمایا، اگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بریلی میں تشریف نہ لاتے اسے آماجگاہ علم و فن نہ بناتے تو کون ہے جو اسے اپنا مرکز تصور کرتا؟

امتیاز ہوتا ہو اگر اس کو کوئی کھڑا کرے تو ضرور اسے مرکز تصور کیا جائے جیسے ایک زمانے میں دہلی سنیوں کا مرکز رہا ہے ایسے ہی ایک زمانے میں ماہریرہ مظہرہ مرکز رہا ہے پھر بریلی شریف مرکز بنا تو ہو سکتا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت میں بھی امتداد زمانہ کی وجہ سے کچھ شریعت پیدا ہو جائیں اور وہ بھی اسے کو مسلک اعلیٰ حضرت والے کہتے ہوں پھر اللہ جل و علا کا فضل ہو کہ وہ ایسا بندہ پیدا فرمائے جو مسلک اعلیٰ حضرت میں گھسے ہوئے شریعتوں کو نکال کر باہر پھینک دے، اور پھر مسلک اعلیٰ حضرت والا کون ہے؟ اس کی شناخت اس ذات سے ہونے لگے، جس نے ان شریعتوں کو نکال پھینکا، جیسے مسلک اہل سنت کی شناخت مسلک اعلیٰ حضرت سے ہوتی ہے۔

لیکن جو یہ دعویٰ کرے تو آنکھ بند کر کے ان کی بات مان تو نہیں لی جائے گی اس کو ضرور ہر زاویے سے پرکھا جائے گا، فی زمانہ اگر دیکھیں تو ایسا تو کچھ نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات خط امتیاز نہ ہوں بلکہ آج بھی حق و باطل کے درمیان اعلیٰ حضرت کی ذات خط فاصل ہے سنیوں کی نگاہیں آپ پر مرکوز ہیں یہ اللہ کی عنایت ہے اللہ جسے چاہے عطا فرمائے کوئی لاکھ چاہے مرکز بنانا لیکن بنانا پائے کیونکہ لوگ ہی اسے مرکز نہ مانے تو پھر کا ہے کام مرکز رہ جائے۔

بریلی شریف کی مرکزیت پر اکابر کا متفقہ فیصلہ

یہاں پر ان علماء کرام کے اسماء گرامی ذکر کیے جاتے ہیں جنہوں نے بریلی شریف تادم اخیر سنیوں کا مرکز مانا۔

- (۱) حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز۔
- (۲) حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری قدس سرہ العزیز۔
- (۳) حضرت علامہ مفتی سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھ شریف قدس سرہ العزیز۔
- (۴) صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ۔
- (۵) ملک العلماء علامہ مفتی سید محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ۔
- (۶) صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ۔
- (۷) برہان ملت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ
- (۸) حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ نقشبندی دہلوی علیہ الرحمہ
- (۹) حضور مجاہد صمت علامہ مفتی حبیب الرحمن عباسی اڑیسوی علیہ الرحمہ
- (۱۰) امین شریعت مفتی اعظم کانپور حضرت علامہ مفتی رفقت حسین مظفر پوری قدس سرہ العزیز
- (۱۱) حضور حافظ مملکت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ العزیز
- (۱۲) حضرت علامہ مفتی محمد سیدمان بھگلپوری علیہ الرحمہ
- (۱۳) حضرت علامہ مقبول احمد خان بہاری علیہ الرحمہ
- (۱۴) حضور سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ

- (۱۵) حضور احسن العلماء حضرت علامہ مفتی سید حمید رحیم مارہروی علیہ الرحمہ
 (۱۶) شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ
 (۱۷) شمس العلماء حضرت علامہ مفتی نظام الدین الدہ آبادی
 (۱۸) بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمتان اعظمی قدس سرہ العزیز
 (۱۹) پاسبان ملت حضرت علامہ مفتی محمد مشتاق احمد نظامی الدہ آبادی قدس سرہ العزیز
 (۲۰) حضرت علامہ مفتی خادم رحیم گجیاوی علیہ الرحمہ

(۲۱) مرشد نامید ناسند تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان یریلوی رحمۃ اللہ

اور بھی بہت سارے مقتدر اسما میرے پیش نظر ہیں لیکن طوالت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں بس یوں سمجھیے تمام اکابر علماء کرام
 یریلی شریف کی مرکزیت پر متفق ہیں اگر بعض نہیں ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ مثل مشہور ہے "للا کثر حکم الکمل"
 بزرگوں نے فرمایا ہے : کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے نہیں ہٹنا مگر وہی جس کے دل میں کجی ہوتی ہے۔

اللہ جل و علا ہمیں اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا

وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

خلاصہ کلام : تمام گفتگو کا مذہب یہ ہے کہ مرجع العلماء حضور اعلیٰ حضرت کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے یریلی شریف کو تمام علماء اکابر مرکز
 تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس میں اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ آئینے کی طرح جھلکتی ہے حق و باطل کو جانچنے کے لیے اس سے بہتر کوئی کسوٹی نہیں
 کہ وہ یریلی شریف کو مرکز مانتا ہے یا نہیں اگر مانتا ہے تو حق پر ہے اور اگر نہیں مانتا ہے تو بقول سید مغربی علیہ الرحمہ وہ بدعتی ہے، اسی لیے
 حضور تاج الشریعہ نے فرمایا:

مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہو

زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے

ایک پہچان دین نبی کے لیے

اللہ جل و علا ہمیں تادم مرگ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے اور یریلی شریف کی مرکزیت سلامت رکھے۔

آمین ثم آمین بجا کاسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ دیکھی جاسکتی ہے، دین کا صحیح تصور انہیں کے پاس ہے جنہوں نے اپنے دلوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کا چراغ جلا رکھا ہے، مزید علماء کرام فرماتے ہیں کہ: جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کرتے ہیں واللہ العظیم ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا۔
فقیر العصر حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں:

احاصل اعلیٰ حضرت کا لفظ سنیت کی شناخت ہے، پہچان ہے، عرف عام میں اہل سنت کا مترادف ہے، اس لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا نام ہے مسلک اہل سنت، جس کا اطلاق بلاشبہ جائز ہے۔

(ماہنامہ اشرفیہ، جولائی ۲۰۰۳ء)

مزید مفتی نظام الدین مصباحی صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں:

”کہ جو بھائی کسی ذاتی رجحان اور باہمی چپقلش کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی شان گھٹانے میں لگے ہیں، تھوڑی دیر کے لیے غالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دماغ سے سوچیں کہ بد مذہبوں سے امتیاز میں لیے کون سا جامع اور مختصر لفظ انتخاب کیا جائے؟ ہمیں یقین ہے کہ وہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے زیادہ موزوں کوئی لفظ نہیں کیوں کہ سنیت شعاری لفظ ہے، اہل سنت کی شناخت یہی کلمہ ہے، بد مذہبوں سے امتیاز اسی کا خاصہ ہے، بلکہ حق یہ ہے کہ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق تھا، چند برس پہلے باہمی اختلاف کے نتیجے میں کچھ کرم فرماؤں نے اسے سوائے نشان بنانے کی کوشش کی جو بے دلیل ہونے کی وجہ سے سابقہ اتفاق میں رخصت انداز نہیں ہو سکتا۔“

(ماہنامہ اشرفیہ، جولائی ۲۰۰۳ء)

فقیر ملت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”کہ اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا، اور اس سے روکنے والا بد مذہب ہوگا یا گمراہ۔“

(فتاویٰ فقیر ملت، جلد ۲، صفحہ ۳۳۰)

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے اپنے وقت کا مجدد بنایا، اور منصب تجدید پر فائز ہونے والا کسی نئے مذہب و فکر کی بنیاد نہیں ڈالتا بلکہ مذہب اسلام کو نئی توانائیوں اور صحیح تعبیر کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے، جو عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد افراد کے ذریعہ اس تک پہنچا، جب یہ ظاہر ہو گیا کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی آج کے عرف میں مسلک اہل سنت والجماعت ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسی کے پابند اور پیروکار رہیں، کیوں کہ وہابی، دیوبندی، غیر مقدّم اہل حدیث اور دیگر تبلیغی جماعتیں اپنے آپ کو سنی کہتی ہیں اسی وجہ سے بغرض امتیاز مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال جائز و درست ہی نہیں بلکہ لازم و ضروری ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کو غلط قرار دینے والے یا تو صلح کلی ہوگا، یا فرقہ باطلہ سے تعلق رکھنے والا ہوگا، یا پھر حاسد ہوگا، اسی وجہ سے میری تمام عالم اسلام کے سنی مسلمانوں سے اپیل ہے کہ سختی سے مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہیں، علماء اہل سنت سے رابطہ و تعلق رکھیں، ہر چلتے پھرتے شخص سے دین کی باتیں ہرگز نہ سیکھیں، اور نہ ایسے لوگوں کے بیانات سنیں، سنی صحیح العقیدہ علماء و مشائخ کے بیانات سنیں، اور اسی پر عمل کریں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے، اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، اور ایمان پر سلامتی کے ساتھ
فاتمہ عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد تحسین رضا نوری شیر پور گالاں پورن پور پٹیلی بھیت



فضائل و مناقب امام حسین رضی اللہ عنہ

تحریر: محمد بطین رضا بطین مرتضوی، دینا ج پور، بنگال

سید الاذکیا، سید الشہداء، سید اشباب اہل الجنۃ، شمع آل محمد، طور سینین، نور الخلقین، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور شہزاد نبی رسول حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو گود میں لے کر دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ پھر اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا، اور دعائے خیر کرتے ہوئے آپ کا نام مبارک ”حسین“ رکھا۔ آپ کی کنیت ”ابو عبد اللہ“ ہے اور سبط رسول، ریحانہ رسول وغیرہ آپ کے القاب ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہارون (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کا نام شبیر و شبیر رکھا تھا اور میں نے اپنے بیٹوں کا نام انہی کے نام پر حسن اور حسین رکھا۔

(ابن حجر مکی)

سریانی زبان میں شبیر و شبیر اور عربی زبان میں حسن و حسین دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

”الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ اِسْمَانِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ“

حسن اور حسین جتنی ناموں میں سے دو نام ہیں۔

(ابن حجر مکی)

آپ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب کچھ یوں ہے:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بن امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بن حضرت عبد المطلب۔ تیسری پشت پر آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی سات (۷) سال ہی کے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ظاہر ان کے سر مبارک سے اٹھ گیا۔ آپ کی تربیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی کوئی کمی نہ چھوڑی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس مختصری مدت میں اپنے نانا جان سے ظاہری و باطنی فیوض حاصل کر چکے تھے۔ آپ عادات و اطوار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خون سے دین اسلام کی آبیاری فرمائی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ کے شہادت کے بعد اہل کوفہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لیا۔ بعد ازاں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحویل فرمادی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید تخت نشین ہوا اور پھر ۶۰ھ میں کربلا کے میدان پر معرکہ حق و باطل ہوا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا اور تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گئے۔

تھا، ہے، رہے گا زندہ جاوید ان کا نام

سبطین شہر یار امام حسین ہیں

ولادت و شہادت کی پیشین گوئی:

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے آج رات کو ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیسا خواب؟ عرض کی بہت سخت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے؟ عرض کی میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ ان شاء اللہ فاطمہ کے ہاں صاحبزادے کی ولادت ہوگی جو آپ کی گود میں آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور میری گود میں آئے۔ جس کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ پھر ایک روز میں حضور نبی اکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور حسین کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا تو میں دیکھتی ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہیں میں نے سبب دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ جبرائیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے خبر دی کہ عنقریب میری امت کے کچھ لوگ میرے اس بیٹے کو شہید کر دیں گے میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ کیا وہ اس شہزادے کو شہید کر دیں گے تو سرکا۔ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے اس مقام کی سرخ مٹی لا کر دی ہے۔“

(مشکوٰۃ)

فضائل و مناقب:

اہل تشیع لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایسے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں جو حقائق سے دور، مبالغہ سے بھرپور، اور مذہبی جن کا عقل انسانی سے کوئی واسطہ۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صحیح فضائل و مناقب سے روشناس کرایا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار و لاتعداد ہیں جن کا ذکر کر پانا اس مختصر سی تحریر میں ناممکن و محال ہے البتہ چند معتبر و مستند فضائل درج ذیل ہیں:

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن سینے سے لے کر سر تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اور حضرت حسین سینے سے لے کر پیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔“

(الہدایہ والنہایہ، ج ۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔“

(بخاری)

زینب بنت ابی رافع سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال کے وقت اپنے دونوں بیٹوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور عرض کیا یہ آپ کے دونوں بیٹے ہیں اپنی وراثت میں سے کسی چیز کا ان کو وارث بنائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
”حسن کے لیے میری بیعت و سرداری ہے اور حسین کے میری جرات و سخاوت ہے۔“

(تہذیب التہذیب ج ۲)

حضرت یحییٰ بن مردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے۔“

(ترمذی)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
”جسے پسند ہو کہ کسی جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ حسین بن علی کو دیکھے۔“

(نور الابصار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :
”جس نے حسن اور حسین سے محبت کی اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسن اور حسین سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔“

(ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اہل بیت میں سے کس سے سب سے زیادہ محبت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
”حسن و حسین سے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے کہ میرے بچوں کو میرے پاس بلاؤ، پھر آپ انہیں چومتے اور سینے سے لگاتے۔“

(ترمذی)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان سے گزر رہے تھے کہ سیدہ تاحینہ رضی اللہ عنہا کے رونے کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں پہنچی، فوراً پلٹے اور جا کر حضرت فاطمہ سے فرمایا :
”کیا تو نہیں جانتی کہ حسین کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر انہیں اٹھالیے اور جب تک امام حسین چپ نہ ہوئے آپ گھر سے باہر نہیں نکلے۔“

(طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی اغوش میں لے لیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے کھیلنا شروع کر دیا حضور نے ان کا منہ کھول کر بوسہ لیا، پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے اپنا محبوب بنا، اور جو اس سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کر۔“

(نورالایضار)

یہ چند سطور نو اسے رسول جگر گوشہ تھو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی فضائل و مناقب میں قلم بند کیے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی برکت سے میری، میرے والدین اور عام اسلام کے تمام سنی صحیح العقیدہ لوگوں کی مغفرت فرمائے، ورنہ میں صبر حسینی و جذبہ حسینی سے سہارا فرمائے۔

آمین بحاجه النبی الکریم صلی الله علیه وآله وسلم

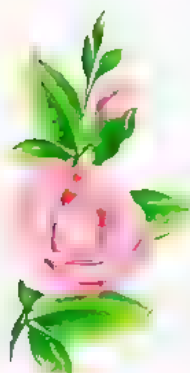
نبی کے نور کا مظہر حسین بن حیدر

خدا کے شیر کا دلبر حسین بن حمید

میں جس کے قلب میں سبطین عشق شاہِ اعم

وہی تو کہتا ہے اکثر حمیل بن حیدر

از: محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی، دھامی گچھ، سونا پور، ضلع اتر دیناج پور، مغربی بنگال



سیرت حضرت سید علی ہجویری داماد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

احقر العبد: محمد شاہد رضا قادری رضوی منطری بریلوی اسلامپور اتر دینا چور مغربی بنگال۔

احباب الہمت و حامیان

مسک علی حضرت!

اولیاء اللہ کی جماعت کا ذکر خیر اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول

فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا..

(سورہ اعناتہ)

ترجمہ۔۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صلح شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس آیت کریمہ میں لفظ صالحین سے مراد اولیاء اللہ ہیں۔۔

ان مجاہد اہل سے حضور شہنشاہ اولیاء بدوۃ العارفین۔ شمس المملین حضرت سید علی بن عثمان بکیری المعروف بہ حضرت داستان گنج

بخش رحمتہ اللہ علیہ کا نام مبارک خاص اہمیت کا حامل ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ان اولیاء کرام اور صوفیائے کرام میں سے ایک ہے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند کے ظلمت کدوں کو نور اسلام سے منور کیا اور اپنے قول و فعل سے حضور اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ یہ بزرگان دین کی بے لوث مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ تھا۔ کہ برصغیر میں اتنی تعداد میں لوگ مشرف یہ اسلام ہوئے۔ ان بزرگان دین میں سے حضرت سیدنا علی بن عثمان بھجوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک ذات ہے جن کو ہدیہ تبرک پیش کرنے کے لیے کتب و توارخ کی روشنی میں چند گزارشات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ: ذکر الصالحین کفارة السيئات۔ یعنی نیک لوگوں کے ذکر خیر سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ایک دوسری جگہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ عند الذکر الصالحین تنزل الحمۃ۔ یعنی اولیاء کاملین کا ذکر خیر کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

حضرت علی بن عثمان مجہوری المعروف دامادِ حجج بنحس رحمۃ اللہ کی شخصیت محی تعارف کی محتاج نہیں۔ حصول برکت کے لیے ہم

ان کا ذکر خیر پیش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تو وہ ہے کہ نماز پڑھاتے ہیں اور حالت نماز میں لوگوں کے اعتراض کے جواب پر کعبۃ اللہ دکھاتے ہیں۔۔ حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت بزرگ بھی سیدنا حضرت داتا علی جویری رحمۃ اللہ کے روحانی فیض سے مالا مال ہو کر نوے لاکھ افراد جو کہ کفر و شرک کی ضلالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان تمام کو نبی کریم ﷺ کا غلام بنادیا۔

اسم گرامی :

سید علی: کنیت: ابو الحسن: لقب: داتا گنج بخش، مجدد الامم۔ سلسلہ نسب: حضرت مجدد و مہدی بن عثمان بن سید علی بن عبد الرحمن بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید بن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

ولادت باسعادت :

سال ولادت کسی قدیم کتب میں درج نہیں ہے۔ مؤلفین و مورخین نے ظن و تخمین سے 400ھ/401ھ لکھا ہے۔ اس کو یقینی نہیں کہا جاسکتا۔۔۔

مقام ولادت :

حضرت کا وطن اصلی افغانستان کا شہر غزنی ہے۔ "جلابی، جویری" اس لئے کہلاتے ہیں کہ یہ دونوں محلے "غزنی" کے ہیں۔ آپ کے والدین کی قبریں غزنی میں ہیں۔ آپ کے خاندان کے تمام افراد صاحب زہد و تقویٰ تھے۔

تحصیل علم :

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ علوم ظاہری و باطنی کے بحر ذخار تھے۔ آپ نے صرف "خراسان" میں تین سو علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ اور ان کے علاوہ حضرت خضر علیہ السلام سے بھی خوب استفادہ کیا۔

بیعت و خلافت :

آپ سلسلہ عالیہ جنید یہ میں حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن الحنفی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا شجرہ طریقت دس واسطوں سے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچتا ہے۔

سیرت و خصائص :

اللہ تعالیٰ نہ جانے اپنے دوستوں کی حیات طیبہ کو اتنا دلکش کیوں بنا دیتا ہے کہ ہر کوئی جاں فدا ہے بن دیکھے۔۔۔ یہ اس لیے کہ جو کوئی اپنی حیات کو اسی کی عطا کردہ توفیق سے اسی کی محبت میں دن رات اسی کی یاد سے آراستہ و پیراستہ کر لیتا ہے تو وہ اس کی زندگی کو انمول بنا دیتا ہے مخلوق خدا کی زبان پر اس کی شہرت کے چرچے ڈال دیتا ہے۔۔۔ دیکھیے یہ خدا کا کتنا بڑا انعام ہے کتنے نامور تاجداروں اور امیروں کے نام مٹ گئے۔۔۔ مگر اللہ اپنے دوستوں کی حیات کو ایسا جاوداں بنا دیتا ہے کہ اہل ذوق اللہ کے ان دوستوں کی باتوں کو تلاش کرتے بھرتے ہیں۔۔۔ جن کی بنا پر اللہ ان سے راضی ہوا تھا ہر کوئی سوچتا ہے کہ شاید اللہ والے کی زندگی سے کوئی بات ایسی مل جائے جو زندگی کے لیے مشعل راہ بن جائے اور اس کی زندگی میں بھی وہ پاکیزگی آجائے جو اللہ کو پسند ہے۔ جس سے وہ اللہ کے ولیوں کو چاہنے والوں



میں شامل ہو جائے۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ اس پر مہربان ہو جائے اور اپنی خاص رحمت کے دھارے کا رخ اس کی طرف پھیر دے تاکہ وہ بھی راہ نجات پا جائے۔

آئیے حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے چوداں پہلوؤں کو اپنے فکروں و ذہنوں کی زینت بنالیں۔۔۔ شیخ اعلم عالم عارف باللہ، قدوہ اہل طریقت، کاشف اسرار حقیقت، مجدد و امام حضرت سید ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ۔ اس نائب رسول مقبول ﷺ نے قیام لاہور کے دوران ہزار بابت پرست کفار کو کلمہ توحید پڑھا کر ان کے سینوں کو نور اسلام سے متور کیا، اور سینکڑوں خدو اول کو پوجنے والوں کو صرف ایک خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے پر مائل کیا، اور لا تعداد گمشدگان بادیہ ضلالت کو صراط مستقیم پر گامزن کیا، اور کتنے ہی خوش نصیبوں کو اپنی نظر کی کیا اثر کی بدولت ولایت کے بلند پایہ مراتب پر فائز کیا۔ عطا سے رسول سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کاس کامل را راز انصا

یہ درست ہے کہ سلطان محمود کی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی یہاں، مسلمان ایک ”حاکم قوم“ کی حیثیت سے رہنے لگے تھے اور یہاں کے کفار مسلم عوام سے بظاہر مرعوب ضرور تھے لیکن ان کے قلوب مسلمان فاتحین کے ساتھ نہیں تھے، اور وہ ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ مگر یہاں تشریف لانے والے صوفیائے کرام بالخصوص حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کے درو و مسعود کے بعد یہاں کی مقامی آبادی میں سے لا تعداد لوگ ان کی تبلیغ کے سبب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ چنانچہ یہاں کے باشندوں میں سے ایک کثیر گروہ کی دلی ہمدردیاں مسلم فاتحین کے ساتھ ہو گئیں۔ نظریہ وطنیت، خاک میں مل گیا اور دو قومی نظریہ کی بنیادیں رکھ دی گئیں، اور بعد میں آنے والے صوفیہ کرام کی مساعی جمیلہ سے اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا جس سے مسلمانوں کی حکومت استحکام پکڑتی گئی۔ فاتحین نے کفار کو تیرونان سے زیر کیا تو ناسین مصطفیٰ ﷺ نے انہیں تیر نظر سے خدا سے واحد کا مطیع و منقاد بنایا۔ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے لاہور کو جو قطب ارشاد کا درجہ دیا ہے، اصل میں یہ اسی قطب الاقطاب (علی ہجویری) کو خراج تحسین ادا کیا ہے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فقیر کے نزدیک یہ شہر لاہور تمام ہندوستان کے شہروں میں قطب ارشاد کی طرح ہے، اس شہر کی خیر و برکت تمام بلاد ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہیں“

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ تصوف کے اعلیٰ مرتبے پر فائز عارف حقیقی سے شرشار فانی اندر برگ تھے۔ لہذا آپ کی گفتگو کے ہر پہلو میں رضا الہی۔ مسلمانوں کی خیر خواہی اور عقائد و اعمال کی اصلاح سے متعلق مہکتے پھول نظر آتے ہیں۔ آئیے ان میں سے چند اقوال ملاحظہ کیجیے۔

1۔ کرامت ولی کی صداقت علامت ہوتی ہے اور اس کا ظہور جھوٹے انسان سے نہیں ہو سکتا۔

2۔ ایمان و معرفت کی انتہا عشق و محبت ہے اور محبت کی علامت بندگی (عبادت) ہے۔

- 3۔ کھانے کے آداب میں سے ہے کہ تہانہ کھائے اور جو لوگ مل کر کھائیں وہ ایک دوسرے پر ایثار کریں۔
- 4۔ مسلسل عبادت سے مقام کشف و مشاہدہ ملتا ہے۔
- 5۔ غافل امرا۔۔ کاہ (سست) فقیر اور جاہل درویشوں کی صحبت سے پرہیز کرنا عبادت ہے۔
- 6۔ سارے ملک کا بگاڑ ان تین گروہوں کے بگڑنے پر ہے۔ حکمران جب بے علم ہوں، علما عظیم بے عمل ہوں، اور فقیر جب بے توکل ہوں۔
- 7۔ رضا کی دو قسمیں ہیں۔۔ (1) خدا کا بندے سے راضی ہونا۔۔ (2) بندے کا خدا سے راضی ہونا۔
- 8۔ دنیا سارے فراق و فجار (گناہ گاروں کا مقام) ہے۔
- 9۔ بھوک کو بڑا شرف حاصل ہے اور تمام امتوں اور مذہبوں میں پسندیدہ ہے اس کے لیے کہ بھوکے کا دل ذکی (ذہین) ہوتا ہے، طبیعت مہذب ہوتی ہے اور تندرستی میں اضافہ ہوتا ہے، اور اگر کوئی شخص کھانے کے ساتھ ساتھ پانی پینے میں بھی کمی کر دے تو وہ ریاضت میں اپنے آپ کو بہت زیادہ آراستہ کر لیتا ہے۔

(کشف المحجوب مترجم صفحہ نمبر ۵۱۹)

- مختصر یہ! حضرت سید علی بن عثمان جویری رحمۃ اللہ علیہ عظیم ولی کامل تھے۔۔ آپ کی تعلیمات قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں آپ کی مشہور کتاب کشف المحجوب تصوف پر ایک بہترین کتاب ہے۔ آپ نے اپنی اس کتاب میں اہم موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جن میں سے چند موضوعات درج ذیل کے خطبہ میں ذکر کیے گئے ہیں۔۔
- 1۔ آپ نے قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہوئے علم کی ضرورت و اہمیت بیانی فرمائی ہے اور علم کے ساتھ ساتھ عمل کو بھی ضروری قرار دیا ہے اور دینی اور دنیوی علوم حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔
 - 2۔ حضرت سید علی جویری نے تصوف کی حقیقت و اہمیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمایا ہے آپ نے صوفیاء کی مختلف اقسام بیان فرمائیں ہیں اصلی اور نقلی صوفی کی پہچان کرائیں ہیں اور مشائخ کبار کے نزدیک صوفی کی مختلف تعریفات ذکر کی ہیں۔
 - 3۔ آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ایثار کی فضیلت اور اہمیت بیان کی ہے اور صحابہ کرام کے اقوال کی روشنی میں اس کی خوب وضاحت فرمائی ہے۔
 - 4۔ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے عقیدہ توحید کو بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا ہے اور اس پر قرآن و حدیث سے دلائل پیش فرمائے ہیں اور صوفیائے کرام کے عقیدہ توحید کی پہچان کو خوبصورت طریقے سے ذکر کیا ہے۔
 - 5۔ حضرت داتا گنج بخش جویری رحمہ اللہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں طہارت کی ضرورت و اہمیت کو بیان فرمایا ہے اور صوفیائے کرام کے اقوال کی روشنی میں ظاہری اور باطنی طہارت کو خوبصورت انداز میں ذکر کیا ہے۔
 - 6۔ آپ نے توبہ کی ضرورت و اہمیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا ہے اور توبہ کی شرائط اور اقسام پر عالمانہ اندر میں بحث فرمائی

۔۔

آپ کا وصال!

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پر ممال اکثر تذکرہ نگاروں کے نزدیک ۲۰ صفر المظفر ۹۹۰ ہجری کو ہوا۔ آپ کا مزار منہج انوار و تجلیات مرکز الاولیاء لاہور (پاکستان) میں ہے۔۔ اسی مناسب سے لاہور کو مرکز الاولیاء اور داتا گنگر بھی کہا جاتا ہے۔۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کو تقریباً 900 سال کا طویل عرصہ بیت گیا مگر صدیوں پہلے کی طرح آج بھی آپ کا فیضان جاری ہے۔۔

در آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے جہاں سخی و گدا، فقیر و بادشاہ، اصفیاء اولیاء اور حالات کے تارے ہوئے ہزاروں پیریشان حال اپنے دکھوں کا مداوا کرنے صبح و شام حاضر ہوتے ہیں، حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا اندازہ اس بات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ معین الاسلام حضرت خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن چشتی بھری اجیری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عرصے تک آپ کے دربار پر مقیم رہے اور منہج فیض سے گوہر مراد حاصل کرتے رہے اور جب دربار سے رخصت ہونے لگے تو اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں فرمایا۔۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

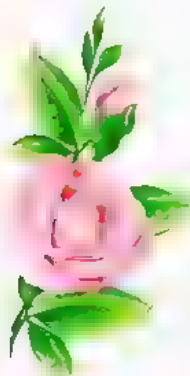
ناقصال راہبر کاس کامل را را ہنما

(مقدمہ کشف المحجوب مترجم صفحہ ۵۹)

اور بعض بزرگوں نے بتایا کہ آپ کا وصال 9 محرم الحرام 465 ہجری بمطابق 1072 عیسوی کو ہوا۔۔ مزار پر، انوار لاہور میں

مرجع خلاق ہے۔۔

(ماخذ و مرجع: مقدمہ کشف المحجوب 11:۔ خزینۃ الاصفیاء۔ مکتوبات، دفتر اول)



اور آسمانی فرشتے آپ کے ساتھ ہیں، اور سب کے سب مبارکباد دے رہے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے مدغوشی سے گود میں لے کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ کر ارشاد فرمایا :

”میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث، اور میرے قائم مقام ہوگا، اور میری امت کے دنیوی اور اخروی کارخانے کو نبھالے گا۔“

تعلیم و تربیت :

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ ایک دینی عیسیٰ، و روحانی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے، آپ کے والد ماجد شیخ عبد اللہ ماجھی صاحب علم اور متبع کتاب و سنت تھے، جب آپ کی عمر شریف پڑھنے لکھنے کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی پڑھائی کی شروعات کی، ابتدائی عمر ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ فرمالیا تھا، اکثر علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار ہی سے حاصل کیے، تفسیر و حدیث اور علوم عقلیہ حاصل کرنے کے لیے آپ نے بڑے بڑے جید علمائے کرام کی طرف رجوع کیا، حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو حصول علم کا شوق اس قدر تھا کہ سترہ سال کی عمر میں یا اکیس سال کی عمر میں جملہ علوم و فنون سے فارغ ہو گئے تھے۔

درس و تدریس :

فراغت کے بعد والد ماجد کی بارگاہ ہی سے درس و تدریس کا آغاز فرمایا، مختلف ممالک کے سکولوں طلبہ جو درجہ آپ کی بارگاہ میں حصول علم کی غرض سے آنا شروع ہو گئے، رات دن درس و تدریس کا مشغلہ جاری رہتا، حلقہ تفسیر و حدیث گرم رہتا، آپ طلبہ کو تفسیر بیضاوی، صحیح بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، ہدایہ، بزدوی، عوارف المعارف وغیرہ کتب کا درس دیتے تھے، نیز آپ کو علم قرأت کا بھی شوق تھا، آپ طلبہ کو بڑی محنت و لگن کے ساتھ پڑھایا کرتے، صاحبزادگان اور بعض خلفائے نے بھی آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اُس زمانے میں اگر ہر سرزمین ہند کا دارالسلطنت تھا اس لیے مختلف علوم و فنون کے ماہرین وہاں پر جمع رہتے، آپ نے وہاں بھی کافی عرصہ تک درس و تدریس کا کام انجام دیا، اگر ہر طویل قیام کے بعد آپ واپس سرہند شریف تشریف لائے، اور حاجی سلطان (جو کہ آگرہ اور سرہند کے مابین ایک شہر واقع ہے وہاں کے رہنے والے تھے) نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اپنی دختر نیک کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ بیعت و خلافت : سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے، اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ سکندر علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد گرامی شیخ عبد اللہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں اپنے استاد محترم مولانا شیخ یعقوب کشمیری علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی، حضرت مجدد کو تمام سلاسل میں خلافت حاصل تھی لیکن سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ آپ ہی کے دم سے اس سلسلے کو پاک و ہند میں اور دیگر ممالک میں فروغ حاصل ہوا۔

آپ کی خدمات :

ایک طرف آپ نے لوگوں کو کتاب و سنت کی طرف دعوت دی، اور شرک و بدعات کے خلاف جدوجہد کی، اور دوسری طرف علماء سوء کے خلاف بھی آپ نے قدم اٹھایا، اور تیسری طرف اقتدار کا رخ بے دینی سے موڑنے اور اکبر کے خود ساختہ و پرداختہ دین جدید کو ختم

کرنے کا اہم رول ادا فرمایا۔ برصغیر میں اکبر کا دور حکومت اسلام پر امتلا و آزمائش کا دور تھا، اکبر کو دین اسلام کے علاوہ ہر دین سے ہمدردی تھی، ایسے وقت میں شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے آہنی عزم و استقلال سے تاریخ اسلام کا ایک روشن باب رقم کیا ہے، اور آئندہ ہزار سال کے لیے امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے کر تاریخ اسلام میں مجدد الف ثانی کا لقب پایا، آپ کی تصنیفات : آپ کی بے شمار تصنیفات و تالیفات موجود ہیں، یہ تصانیف اپنے مواد کی ثقاہت، علمی پختگی، معومات کی کثرت کے اعتبار سے تاریخ اسلام کا لازوال خزانہ ہے، آج آپ کی تصانیف سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد اکن وگوں سے کہیں زیادہ ہے جنہوں نے بالمشافہ آپ سے علم دین حاصل کیا، اگر آپ کی مکتوبات کا ہی ذکر کیا جائے تو دنیا بھر میں فکر اسلامی کی فہم کے لیے ہر رنگ و نسل کے لوگ ان سے رجوع کر رہے ہیں، آپ کے علم و فضل، فکر و نظر کا لوہا جہاں امنوں نے مانا وہیں بیگانوں نے بھی تسلیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حرمین شریفین کے سفر میں شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ایک کتاب کا حوالہ دیا تو حجاز کے علماء کو یہ معلوم ہوا کہ اس کتاب کا معارف و تحقیق کی دنیا میں کس قدر بلند مقام حاصل ہے، انہیں کے کہنے پر شاہ ولی اللہ نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی و فکری خدمات کا جائزہ لیا جائے تو یک وقت مفسر، محدث، فقیہ، متکلم، ماہر تعلیم، مبلغ، مصنف نظر آئیں گے، یہ جائزہ اس حقیقت کو بھی آشکار کرتا ہے کہ محمد علوم و فنون پر آپ کی نظر کس قدر گہری تھی۔

علم تفسیر :

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ قرآن کریم کے عظیم مفسرین میں سے ہیں، کتاب اللہ کے نصوص کے بارے میں نیز آیات سے پیدا ہونے والے اثر کے متعلق ان کا ذوق بڑا لطیف ہے، آپ کے علم تفسیر کے کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : ”یہ مکاتیب اسرار دین اور انوار یقین کا جامع ہیں، اور قرآن کریم کے چھپے بھیدوں کو ظاہر کرتے ہیں، ملک حسن علی جامعی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک آیت مبارکہ کی تشریح کے ضمن میں فرماتے ہیں : ”حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے نہایت محققانہ تفسیر بیان کی ہے اور کئی حقائق اور نکتے بیان کیے ہیں، اس میں علوم و معارف کے گہر لٹائے، اور حق تو یہ ہے کہ اس آیت کی تفسیر کا حق ادا انہیں نے کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکمل قرآن کریم کی تفسیر نہیں لکھی، لیکن مکاتیب و رسائل میں قرآن کریم کی بہت سی آیات کی تفسیر بیان فرمائی، مفسر بالا اثر اور مفسر بالا رسے کی حیثیت سے آپ نے مابعد کے مفسرین کو بہت متاثر کیا۔

علم حدیث :

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک عظیم محدث بھی ہیں، شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے کتب و احادیث بڑھیں، علم حدیث میں آپ کی مہارت تامہ کا اندازہ آپ کی کتب و رسائل اور مکتوبات سے لگایا جاسکتا ہے، مکتوبات میں کم و بیش تین سو احادیث کے حوالے سے بعض مقامات پر نہایت عمدہ تشریح کے ساتھ ملتے ہیں، متن حدیث میں ایک رسالہ اربعین یعنی پالس منتخب احادیث کا مجموعہ آپ کی تالیف ہے جو کہ عام طور پر ملتا ہے۔ مکتوبات و دیگر رسائل میں آپ نے بعض مقامات پر اصول حدیث کے فنی مباحث جیسے صحیح، حسن، خبر واحد، خبر متواتر، اور راویوں وغیرہ کے جرح وغیرہ کے حوالے سے بھی گفتگو فرمائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث

تارک السلطنت حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنائے

(28/ محرم، عرس اشرفی کے موقع پر خراج عقیدت)

از: حافظ افتخار احمد قادری برکاتی کریم گنج، پورن پور، ضلع جلی بھیت، مغربی اتر پردیش

رابطہ : 8954728623

تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوصد الدین حضور میدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بانیض اور بابرکت شخصیت علم و حکمت اور تصوف و روحانیت کی دنیا میں محتاج تعارف نہیں، سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گونا گوں فضائل و کمالات، اوصاف و محاسن کے جامع کامل تھے، سرکار سمنائے کی بات میں عملی عمق و عبقریت، ادبی وجاہت، دینی منزلت، عملی جامعیت اور فقر و سلفیت کے مختلف گوشے کھلے تھے، سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف روحانی شخصیت کے مالک نہیں تھے بلکہ علمی اور ادبی میدان میں بھی منفرد اور اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس مرح مصلح اسلام کے سلسلے میں اپنی روحانیت کے ذریعے اہم کردار ادا کیا، وہیں علمی اور ادبی لحاظ سے بھی عظیم خدمات انجام دیں۔

حضرت سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فکری احاطے میں علم و فن کے سارے گوشے جمع تھے، یہی وجہ ہے کہ سرکار سمنائے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تدریس، تحریر اور تقریر علم کی بھی بہاریں دیکھنے کو ملتی ہیں، ان تینوں میدان کے آپ سلطان تھے اور ان میں آپ کو اعلیٰ کمال حاصل تھا۔ سرکار سمنائے رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں درسیات پر عبور رکھنے والے باصلاحیت مدرس اور ماہر معلم تھے وہیں اپنے اثر انگیز وعظ و نصیحت سے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراطِ مستقیم پر لا کر کھڑا کر دینے والے ایک لاجواب اور باعمل داعی اسلام بھی، اور اپنے نوک قلم سے درجنوں قیمتی مکتب و رسائل کا علمی ذخیرہ چھوڑنے والے ایک مایہ ناز اور بلند پایہ ادیب بھی، غرض کہ ایک علمی شخصیت میں جو اوصاف و کمالات، و خصوصیات ہونی چاہیے وہ سب آپ کی ذات مبارکہ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ بیک وقت مدرس، مصنف، مولف، مترجم، مفسر، مفکر، مقرر، حافظ قرآن اور قرأت سب کے قاری تھے۔ اپنے زمانے کے اکابر علم میں شمار کیے جاتے تھے، آپ کو مختلف علوم و فنون پر دسترس و مہارت حاصل تھی، مطالعہ بڑا وسیع تھا، آپ کا طرز استدلال بڑا عالمانہ تھا، مشکل سوالات و اشکالات کی عقدہ کشائی آپ بڑے عالمانہ و احسن انداز میں کرتے تھے، آپ کے عصر میں بڑے بڑے مفکر، منطقی مناظر، فلسفی، آپ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کیا کرتے تھے، اپنے دور کے علما و مشائخ سے آپ کا علمی و روحانی رشتہ بڑا مضبوط و مستحکم تھا۔ علما سے آپ کے علمی مباحثے بھی ہوئے، آپ نے ان کے اعتراضات کا اطمینان بخش جواب بھی دیا۔

ولادت باسعادت :

حضرت میدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بھی اپنی جگہ ایک کرامت ہے۔ شہر سمنائے میں ایک صاحب حال مجذوب شیخ ابراہیم علیہ الرحمہ نامی رہا کرتے تھے، ایک روز سلطان میدا ابراہیم اور ان کی اہلیہ محترمہ شاہی محل کے حرم میں تشریف فرما تھے کہ اچانک شیخ ابراہیم مجذوب اس جگہ پر وارد ہوئے، تو سلطان اور ملکہ حاسیہ نے ان مجذوب بزرگ کی مدد درجہ تعلیم کی اور نہایت

احترام سے اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے ادب سے کھڑے ہو گئے، مجذوب نے پوچھا: ابراہیم کیا تو اللہ رب العزت سے بیٹا مانگتا ہے؟ یہ سن کر سلطان اور ملکہ بہت خوش ہوئے، کیوں کہ اولاد زیندہ ہونے کی وجہ سے دونوں بہت ملول رہتے تھے اور اکثر بارگاہِ خداوندی میں رور و کر دے مائل کرتے تھے، اب مجذوب کی زبان سے اچانک یہ سنا تو دونوں کے چہرے پر خوشی اور مسرت کی لہریں دوڑ گئیں، سلطان نے ادب سے عرض کی آپ بزرگ ہیں دعا فرمادیں، مجذوب بزرگ نے اولاد زیندہ کی دعا فرمائی اور اٹھ کھڑے ہوئے، چند روز بعد سلطان ابراہیم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابراہیم! تجھ کو اللہ رب العزت دو فرزند عطا کرے گا، بڑے کا نام اشرف اور چھوٹے کا نام اشرف رکھنا، اشرف اللہ کا ولی ہوگا اور مقرب بارگاہِ ایزدی ہوگا اس کی پرورش اور تربیت بھی خاص طریقے سے کرنا۔

حضرت سیدنا محمد امین اشرف جہا نگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے تین ماہ قبل اہل سمنان نے ایک مجذوب کو دیکھا جو شہر کے گلی کوچوں میں نہایت بلند آواز میں یہ صد لگا رہا تھا، باادب با ملاحظہ ہو شیخ جہا نگیر زماں اشرف دوران تشریف لاتے ہیں، اس مجذوب کو سب سے پہلے اس سپاہی نے دیکھا جو شہر سمنان کی فصیل پر پہرہ دے رہا تھا، کیونکہ رات کو شہر کے دروازے بند کر دیے جاتے تھے تاکہ ڈاکو و لٹیرے اندر داخل نہ ہو سکیں، رات کے سنانے کو جیرتی ہوئی یہ آواز جب اس کے کانوں میں پہنچی تو بڑا حیران ہوا لیکن اس کی حیرت کی انتہا اس وقت نہ رہی جب اس نے مجذوب کو فصیل کے اندر پایا، کیونکہ فصیل اتنی بلند تھی کہ بغیر کسی ذریعے کے اس کو عبور کرنا کسی انسان کے بس کا کام نہیں تھا، اب سپاہی پر دہشت طاری ہو گئی اور وہ حیرت سے مجذوب کی جانب دیکھ رہا تھا جسکی آواز بلند سے بلند تر ہوتی جا رہی تھی اور وہ مسلسل یہی صد لگا رہا تھا، باادب با ملاحظہ ہو شیخ جہا نگیر زماں اشرف دوران تشریف لاتے ہیں، اس آواز سے شہر سمنان کے درو دیوار گونج رہے تھے لوگ حیران تھے کہ یہ دیوانہ کون و کس کے آنے کی خبر دے رہا ہے؟ یہ وہی شیخ ابراہیم مجذوب تھے جنہوں نے سلطان سید ابراہیم کو فرزند سعید کی بشارت دی تھی، اور اب ان کی ولادت سے تین ماہ قبل یہ خبر پورے شہر سمنان میں پھیلا دی تھی، آخر مجذوب کی دعا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت پوری ہوئی اور 807 ہجری کو حضرت سیدنا محمد امین اشرف جہا نگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت با سعادت ہوئی۔

(حیات غوث العالم)

تعلیم و تربیت :

سلطان خراسان، سلطان سید ابراہیم نے اپنے فرزند کی تعلیم حفظ قرآن سے شروع کروائی۔ اور تربیت پر بطور خاص توجہ دی، رات سال کی عمر میں حضرت سیدنا محمد امین اشرف جہا نگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بفضل خدا قرآن مجید مع سات قرأت کے حفظ کیا۔ اور چودہ سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ میں عبور حاصل کر لیا، حضرت محمد امین اشرف جہا نگیر سمنانی کمسنی ہی میں حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، جو اپنے وقت کے جید عالم دین اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے، حضرت رکن الدین کی خصوصی توجہ اور اپنے جذبہ صادق کی وجہ سے حضرت سیدنا محمد امین اشرف جہا نگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے راہ سلوک پر گامزن ہو گئے، جب آپ کی عمر

پندرہ سال ہوئی تو آپ کے والد ماجد سلطان سید ابراہیم وصال فرما گئے۔ اس طرح اس کم عمری میں سلطنت سمنان کی ذمہ داری کا بار گراں آپ کے کندھوں پر آگیا، لیکن آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ایسا بہترین نظام چلایا کہ لوگ حیران رہ گئے، آپ نے 722/ ہجری سے 733/ ہجری تک دس سال نہایت عدل و انصاف سے حکومت کی، اسی دوران حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو، اسم ذات، بغیر مدد زبان و رد کرنے کی مشق کرائی اور اس کے ورد کرنے کا حکم دیا، آپ نے اس کے ورد کی مشق مسلسل دو سال کی، اس مشق کے بعد اشغال اویسیہ کی جانب رجوع ہوئے تو خواب میں حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی جنہوں نے براہ راست آپ کو اشغال اویسیہ کی تعلیم دی اور اجازت شغل مرحمت فرمائی

سیاحت و دین تبلیغ :

حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر و مرشد حضرت علاؤ الدین گنج نجات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر تبلیغ دین کے لیے روانہ ہو گئے، آپ نے پوری دنیا کی سیاحت کی اور اس دوران لکھنؤ انسانوں کو راہ ہدایت دکھائی، تبلیغ کے سلسلے میں بڑی بڑی رکاوٹیں آئیں، اور بہت ہی خطرناک باد و گروں سے مقابلے ہوئے لیکن کوئی بھی آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکا، آپ نے اس سلسلے میں تقریر پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ تحریری کام بھی جاری رکھا، آپ نے 31/ کتابیں تصنیف فرمائیں جو مروایام کے ساتھ ساتھ ناپید ہو گئیں، لیکن اب بھی الحمد للہ دس کتابیں ایسی ہیں جو صحیح حالت میں ہیں۔ اور عالم اسلام کے مختلف جامعات میں محفوظ ہیں۔ اکثر کتابیں فارسی میں تھیں، بعد میں آپ نے ان کا عربی زبان میں ترجمہ کیا، جس طرح ایک کتاب، فوائید العقاید، تھی یہ کتاب فارسی میں تھی بعد میں اس کا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ آپ کے خلیفہ و جانشین حضرت سید عبدالرزاق نور العین فرماتے ہیں کہ جب آپ ملک عرب میں تشریف لے گئے تو بدوؤں نے تصوف کے مسائل جاننے کی خواہش کی تو آپ نے، فوائید العقاید، کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ آپ کی تصنیفات میں لطائف اشرفی کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس میں آپ نے تصوف کے بڑے اہم اسرار و رموز بیان فرمائے ہیں۔ طریقت کے تمام سلاسل کے بزرگوں نے اس سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ یہ کتاب دیگر جامعات کے علاوہ کراچی کی لائبریری میں بھی محفوظ ہے۔ اور اس کا اردو میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف عربی اور فارسی پر ہی عبور نہیں رکھتے تھے بلکہ آپ اردو زبان کے پہلے ادیب بھی مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ جامعہ کراچی کے شعبہ اردو کے سابق سربراہ ڈاکٹر ابوالیث صدیقی نے اپنی تحقیق میں دریافت کیا ہے کہ آپ کا رسالہ اردو نثر میں، اخلاق تصوف، بھی تھا۔ پروفیسر حامد حسن قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ اردو میں سب سے پہلی نثری تصنیف حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ اخلاق و تصوف ہے جو 758/ ہجری مطابق 1308/ عیسوی میں تصنیف کیا گیا، یہ قلمی نسخہ ایک بزرگ مولانا وجہ الدین کے ارشادات پر محمول ہے۔ اس کے 28/ صفحات ہیں، قادری صاحب نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مذکورہ رسالہ اردو نثر ہی نہیں بلکہ اردو زبان کی پہلی کتاب ہے۔ اور داستان تاریخ اردو میں لکھے ہیں۔ اردو نثر میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں پس محققین کی تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اردو نثر کے پہلے

ادیب و مصنف ہیں۔

تصانیف: 1. رسالہ مناقب اصحاب کاملین و مراتب خلفائے راشدین، 2. رسالہ غوثیہ، 3. بشارات الاخوان، 4. ارشاد الاخوان، 5. فوائد الاشراف، 6. اشرف الفوائد، 7. رسالہ بحث وحدت الوجود، 8. تحقیقات عشق، 9. مکتوبات اشرفی، 10. اشرف الانساب، 11. مناقب السدات، 12. فتویٰ اشرفی، 13. دیوان اشرف، 14. رسالہ تصوف و اخلاق، 15. رسالہ تجلۃ الذاکرین، 16. بشارات امریہ، 17. کنز الاسرار، 18. لطائف اشرفی، 19. شرح سکندر نامہ، 20. سر الاسرار، 21. شرح عوارف المعارف، 22. شرح فصول الحکم، 23. قواعد العقائد، 24. تنبیہ الاخوان، 25. مطالعہ تصوف، 26. تفسیر نور بخشید، 27. رسالہ در تجویز طعنہ یزید، 28. بحر الحقائق، 29. نحو اشرفیہ، 30. حاشیہ بر حاشی مبارک، 31. شرح ہدایہ، 32. مرقمات اشرفی۔

کرامات :

حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور خوارق عادات اس قدر ہیں کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، یہاں چند کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جب پیر علی بیگ حضرت کی دعا سے ایک مہم کو فتح کر کے واپس آئے، تو اس کے لشکر میں ایک بوڑھا شخص تھا جو ساہا سال سے گھاس لایا کرتا تھا، اس نے نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہا کہ آج یوم عرفہ ہے حاجی اپنے کعبہ مقصود کو پہنچے ہوں گے اچھا ہوتا کہ میں بھی اس دولت سے سرفراز ہوتا؟ حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کیا تم حج کرنا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا اگر یہ دولت نصیب ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ حضرت نے فرمایا آؤ..... وہ شخص آیا... حضرت نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا جاؤ۔ فوراً اس فرمان کے وہ کعبہ شریف پہنچ گیا اور مناسک حج ادا کئے اور تین روز تک کعبہ شریف میں رہا، اس کو خیال ہوا کہ کوئی شخص مجھ کو میرے وطن پہنچا دیتا، اس خیال کے آتے ہی اس نے حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دیکھا، قدموں پر گر پڑا، سر اٹھایا تو اپنے وطن موجود تھا، سبحان اللہ کیا تصرف علی الحقیقت ہے۔

(لطائف اشرفی)

حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب احمد آباد گجرات میں تشریف رکھتے تھے، آپ کے اصحاب ہمراہی تفریحاً سیارے کو چلے گئے، ایک باغ میں گزرے تو اس میں حسین معشوقوں کا مجمع تھا، اس جماعت میں ایک فقیر نہایت حسین مہ جین کو دیکھا گیا حضرت کے ہمراہی اس فقیر کو دیکھنے لگے۔ ایک شخص نے کہا کہ ذرا بت خانے کے اندر جا کر دیکھو جو نگار خانہ جین سے ایک ایک حسین تصویر پتھر کی تراش کر بنائی ہے۔ سب لوگ بت خانے میں دیکھنے گئے مولانا گلشنی بھی اس جماعت میں تھے جب بت خانے میں گئے، ایک عورت کی تصویر حسین مہ جین پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی، دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہو گئے، بت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ اٹھ چل۔

عاشق بیدار است از زاری دل

نیست بیماری چوں بیماری دل

حضرت عشق نے جب اپنا اثر دکھایا، صبر و قرار، ہوش و حواس، شرم و میا، سب کو ستارہ کش کر دیا۔ چند روز بے آب و دانہ اس بت نازنین کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑے رہے، جب اس حالت میں ایک عرصہ گزر گیا تو حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کی حالت عرض کی گئی، فرمایا خود جاؤں گا اور اس کو دیکھوں گا جب تشریف لے گئے، بہت سے لوگ حضرت کے ہمراہ چلے، جب آپ کی نظر مبارک مولانا گلخانی پر پڑی عجیب حالت بے خودی میں دیکھا کہ کسی آدمی پر ایسی مصیبت صدمہ عشق نہ ہو، مولانا گلخانی کی یہ حالت دیکھ کر حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، اور فرمایا کہ کیا خوب ہو تا کہ اس صورتِ سنگین میں روح سما جاتی اور زندہ ہو جاتی۔

زبان مبارک سے یہ فرمانا تھا کہ اس صورت میں جان آگئی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی جتنے لوگ اس مجمع میں حاضر تھے سب نے شور بجان اللہ سبحان اللہ بلند کیا اور کہا کہ مردوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلد دیتے تھے، حضرت کی یہ کرامت اعجازِ عیوی کا مظہر ہے حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا گلخانی کا نکاح اس بت نازنین سے کر دیا اور ولایتِ گجرات ان کے سپرد کر کے وہیں مہر ادا کیا۔

حضرت نظام الدین مینی جامع محفوظ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ اس بت سنگین سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی اس کے ہاتھ کی چھنگلیاں میں ایک گروہ پتھر کی پیدا ہوتی تھی، یہ علامت نسلِ مادری بچوں میں ہوتی تھی۔

(لطائف اشرفی)

حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالسلطنت روم میں عرصہ تک قیام فرماتے تھے اور ہمراہیوں کے لئے ایک خانقاہ بنائی تھی اور اس کے پہلو میں ایک خلوت خانہ تیار کر دیا تھا، وہاں خود آرام فرماتے تھے۔ ایک سلطان کے صاحب زادے نے جو حضرت مولانا رومی کے سجادہ نشین تھے حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی اور بہت سے مشائخ کو بھی اس دعوت میں بلایا، شیخ الاسلام جو بڑے عالم و فاضل تھے اور کسی قدر حضرت کی بارے میں نقطہ پختی دل میں رکھتے تھے دس میں ٹھان لیا کہ جب حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اس مجلس میں تشریف لائیں گے تو وہ مشکل مسئلہ ان سے پوچھوں گا جس کے جواب سے وہ عاجز ہوں۔

جب حضرت سمنان کے قدم مبارک نے محفل میں جانے کی راہ اختیار کی اور جب تک حضرت دروازے پر پہنچے ناگاہ شیخ الاسلام کی نظر میں ایسا آیا کہ ایک صورت حضرت کی شکل میں حضرت کی جسم سے باہر نکلی اور ایک صورت سے دوسری پیدا ہوئی، اسی مثل کی سوشکلیں شیخ الاسلام کی نظر میں ظاہر ہوئیں۔

مخدوم زادہ رومی استقبال کے لیے دروازے پر آئے اور بڑی عزت سے آپ کو لیا اور سب سے بلند تخت پر آپ کو بٹھایا۔ شیخ الاسلام کی طرف رخ کر کے حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان میں سے کس صورت سے مسئلہ پوچھتے ہو؟ اس بات کے سنتے ہی ان میں اس قدر ہیبت کا غلبہ ہوا کہ گویا آسمان وزمین ٹکڑھا گئے۔

شیخ الاسلام بے اختیار اٹھے اور حضرت مخدوم زادہ رومی کو اپنا منہ دگا اور شفیع بنایا، اور حضرت کے قدموں پر سر ڈال دیا اور عرض کیا کہ عذر خواہ ہوں تقصیر معاف فرمائیے۔ فرمایا چونکہ مخدوم رومی کو درمیان میں لائے ہو تو اب نہ ڈرو ورنہ تمہیں بتا دیا جاتا لیکن اس کے بعد کسی شخص کو اس گروہ کے اور کسی درجہ کے صوفی کو بھی نظر انکار سے نہ دیکھنا۔

(طائف اشرفی)

وصال مبارک :

حضرت سیدنا محمد و اشرف بہا نگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی سیاحت و تبلیغ دین میں گزاری، اور سیاحت کے دوران کئی سو زرگان دین سے فیض حاصل کیا۔ سن 808 / ہجری میں ہندوستان میں ہندوؤں کے مقدس مقام اجودھیا کے قریب پہنچے اور کچھوچھو شریف میں اپنی خانقاہ قائم کی۔ محرم الحرام کا چاند دیکھ کر آپ نے بڑی طمانیت کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: کاش بد مکرم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت جلد نصیب ہوتی، اس کے بعد آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی اور آپ بستر غلالت پر دراز ہو گئے، اور آپ نے مریدین کو بلا کر ارشاد فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ میری قبر میری زندگی میں تیار ہو جائے۔ حسب الحکم لحد مبارک تیار کی گئی اور اس وقت نصت محرم گزر چکا تھا، آپ ایک قلم اور کاغذ سے کر قبر میں تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ کر مریدین کے لیے ہدایت نامہ تحریر فرمایا جس میں اپنے عقیدے و مسلک کی وضاحت فرمائی، اور مریدین کو راہ سلوک طے کرنے، دین کے احکام پر پوری استقامت کے ساتھ عمل کرنے اور شریعت و طریقت پر عمل کرنے کی سخت تاکید فرمائی یہ ہدایت نامہ رسالہ قبریہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ نے اپنے حجرہ خالص میں مریدین اور خلفاء کی موجودگی میں حضرت سید عبدالرزاق نور العین کو طلب فرمایا اور ان کو خرقہ مبارک، تاج اشرفی اور تبرکات خاندانی عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ ظہر کے وقت آپ نے نور العین کو امامت کا حکم دیا اور خود ان کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ خانقاہ میں رونق افروز ہو گئے۔ اور صبح کا حکم فرمایا تو انہوں نے شیخ سعدی کے شعار پڑھے، ایک شعر یہ آپ کو کیفیت طاری ہو گئی اور اسی وجہ کی کیفیت میں آپ خالق حقیقی کے دربار اقدس میں پہنچ گئے۔ آپ کا مزار پر انوار کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد یوپی میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب الاخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ آپ کا مزار کچھوچھو شریف میں ہے یہ بڑا فیض کا مقام ہے اس علاقے میں جنات کو دور کرنے کے لیے آپ کا نام لینا تیر بہدت ہے۔

آپ کا مزار مبارک کچھوچھو شریف میں آج بھی مرجع خلائق ہے اگرچہ سرکار محمد و اشرف بہا نگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کو چھ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، لیکن آج بھی آپ کی یادلوگوں کے دلوں میں موجود ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال 26 / تا 28 / محرم الحرام کو کچھوچھو شریف میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ جس میں ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، اور نیپال کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی لوگ وہاں جا کر شرکت کرتے ہیں۔

علامہ نقی علی خاں کا علمی مقام

از قلم: - محمد منیر الدین رضوی مصباحی راج محل

انیسویں صدی عیسوی کا ابتدائی دور مسلمانان ہند کے لیے انتہائی پر آشوب اور پر فتن دور تھا۔ نت نئی تحریکیں جنم لے رہی تھیں، ایک دوسرے کو کافر و گمراہ کہنے کا بازار گرم تھا، وہابیت سرا بھارنے کی کوشش کر رہی تھی، عظمت نبی پر حملہ ہو رہا تھا تو دوسری طرف کچھ لوگ اثرائین عباس کو صحیح و معتبر مان کر یہ عقیدہ پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اس زمین کو چھوڑ کر اور بھی چھ زمینیں ہیں اور ہر ایک زمین پر اس زمین کی طرح انبیاء کرام ہوئے اور ہمارے آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ چھ اور خاتم النبیین ہوئے۔۔۔ اس وقت ان تمام فتنوں کے سد باب کے لیے ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جسے علوم عقلیہ و نقلیہ دونوں میں مہارت تامہ حاصل ہو، اور تمام علوم و فنون میں ممتاز مقام رکھتا ہو، فکر و تدبیر میں یکساں روزگار ہوں، دقت نظر اور اصابت رائے میں بھی بے مثال ہو، جو ایک جانب توحید کی شمع روشن کرے، تو دوسری جانب حضور صلی اللہ تعالیٰ کی محبت کا پرچم ہر اسے۔۔۔ اور نت نئی تحریکوں کا منہ توڑ جواب دے سکے اور باطل عقائد و نظریات کی بیخ کنی کرے، مسائل شرعیہ میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی فرمائے

انیسویں صدی کی تیسری دہائی کے آخر سال میں ایک ایسی ہی گراں مایہ اور عبقری شخصیت نے اس خاکدان گیتی پر قدم رکھا جسے دنیا سے اسلام رئیس المتکلمین حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت

حضرت علامہ و مولانا مفتی نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت جمادی الاخریٰ کی آخری تاریخ یا رجب المرجب کی چاند رات ۱۲۴۶ھ کو بریلی شریف میں ہوئی۔

آپ کے والد حضرت مولانا رضاعلی خاں رحمۃ اللہ علیہ آپ نے وقت کے زیر دست عالم دین، باکرامت ولی، بہت متقی، پرمیزگار اور عبادت گزار تھے، حضرت علامہ مولانا مفتی تقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ تمام علوم و فنون اپنے والد ہی سے حاصل کیے۔۔۔ رئیس الاوقاف مفتی تقی علی خاں بچپن ہی سے متقی، پرمیزگار تھے، شروع ہی سے طبیعت نیکی کی طرف مائل تھی، پھر مولانا رضاعلی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت نے اس میں مزید نکھار پیدا کر دیا۔ اور سن ۱۲۹۴ ہجری میں مولانا تقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے اور حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے تقویٰ، پرمیزگاری، اعلیٰ اخلاق و کردار اور علیٰ عظمت شان کو دیکھ کر اسی وقت آپ کو چاروں سلسلوں کی اجازت و خلافت سے نوازا دیا اور سند حدیث بھی عطا فرمائی۔

رئیس الاتقیاء علامہ مفتی نقی کا علمی مقام حضرت مولانا نقی علی خاں کا مطالعہ انتہائی وسیع تھا۔ آپ عالم اسلام کی ان مقدس ترین شخصیتوں میں سے ہیں جنہوں نے تاحیات علم و عرفان کے دریا بہاے۔ آپ نے زبان و قلم کے ذریعے اشاعت دین اور ناموس رسالت کے لیے جہاد پیہم کیا۔ علامہ نقی علی خاں - صاحب تصانیف کثیرہ محقق و مدقق عالم تھے آپ کے علم و فضل کی شہوت کے لیے آپ کی تصانیف شاہد عادل ہیں آپ کے قلم سے چالس سے زائد کتب معرض وجود میں آئیں ان میں سے چند مشہور زمانہ تصانیف یہ ہیں:

پایا جائے بدعت و ضلالت ہے" حدیث: "خیر امتی" سے محض بے جا ہے۔۔ اس کے بعد اپنے دعوے پر چند دلائل پیش فرمائے طوالت کے خوف سے صرف ایک پر اکتفا کیا جاتا۔

حدیث کا فرمان: کہ "تابعین کا زمانہ بہتر ہے" اس کا یہ مطلب بیان کرنا کہ صرف اہل زمانہ کے اعتبار سے اس میں خوبی پائی جاتی ہے درست نہیں بلکہ الفاظ حدیث تو اس معنی کی صراحت کر رہے ہیں کہ تابعین کا زمانہ عہد نبوت سے قریب ہونے کے سبب بہتر ہے اور صحابہ کرام کا زمانہ عہد رسالت سے قریب تر ہونے کے سبب بہتر ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ زمانے فی نفسہ بہتر تو تمام افعال و اشخاص بہتر ہے۔۔ یا اپنی ذات کے اعتبار سے بہتر تو بعد کے تمام زمانے شر و فساد سے بھرے ہیں، اور ان زمانوں میں ایجاد ہونے والے تمام کام سر، سر ناجائز اور خلاف شرع ہیں، بلکہ خوبی و اچھائی کا مدار خود افعال کی خیر و خوبی پر ہے۔۔

جمع قرآن کے موقع پر صحیحہ کرام نے اسی پر اتفاق اور اجماع فرمایا۔۔ قاعدہ ۲ میں تحریر فرماتے ہیں "چند افعال نیک کا مجموعہ نیک ہی رہتا ہے" دلائل عقلیہ کی روشنی میں نہایت عمدہ بحث ہے جو آپ نے اپ نے دعوے کے اثبات میں تحریری اور پھر سات کتابوں کی سند سے مخالفین کے لیے مسکت جواب دیئے۔ اس قاعدہ کی رو سے فاتحہ اور سورۃ وغیرہا اس وقت متنازعہ کا جواز ظہر من الشمس و ابن من الامس ہو جاتا ہے قاعدہ ۳ میں مشہور قاعدہ بیان فرمایا کہ "اشیا میں اصل اباحت ہے" تقریباً ۳ کتابوں سے حوالہ دے کر یہ واضح فرمایا کہ اصلی کلی زمانہ قدیم سے معمول بہ ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت۔۔۔ قاعدہ ۴ میں فرمایا: "قرآن و حدیث کے عموم و إطلاق سے استدلال عہد صحابہ سے بلائیکر جاری ہے" اس قاعدہ کو ۲۰ سے زائد کتابوں کے حوالے سے ثابت فرما کر حق تحقیق ادا کر دیا قاعدہ ۵ میں فرمایا: "فعل قبیح سے مقارنت کے سبب فعل حسن ہر یک قبیح نہیں نہیں ہو جاتا ہے" درمختار اور البحر الرائق سے اس کی نظیریں پیش فرما کر منکرین کی ذہن دوزی فرمائی ہے۔۔ قاعدہ ۶ میں فرمایا "مکار و مبتدعین سے افعال میں مشابہت ہر جگہ حرام و کفر نہیں اس کے لیے چند شرائط ہیں" اس کی وضاحت کے لیے آپ نے متعدد کتابوں کے حوالے دے کر فرمایا کہ حدیث مشابہت سے تشبیہ کفار مطلق ممنوع ٹھہرانا اقوال علماء کے سراسر خلاف ہے۔۔ قاعدہ ۷ میں یہ بیان فرمایا کہ "کسی با عظمت شئی کی طرف نسبت سے زمان و مکان بھی عظیم ہو جاتے ہیں" قرآن و حدیث سے استدلال فرما کر اس اصل کی خوب خوب وضاحت فرمائی، جو بلاشبہ مخالفین کے لیے تازیانہ عبرت ہے۔۔ قاعدہ ۸ میں بیان فرمایا کہ "جو بات اہل اسلام میں بلائیکر رائج ہو وہ محمود و حسن ہوتی ہے" قاعدہ ۹ میں تحریر فرمایا کہ قول جمہور قول کل کی طرح حجت شرعی ہے قاعدہ ۱۰ میں فرمایا کہ دلالتہ انص و غیرہا کے ذریعہ احتجاج مجتہد کے ساتھ خاص نہیں۔ قاعدہ ۱۱ میں بیان فرمایا کہ حرمین شریفین میں بے انکار علمائے کبار و ارجح اس کی خوبی پر دال ہے۔ قاعدہ ۱۲ میں ہے اجماع سکوتی حجت ہے۔ قاعدہ ۱۳ میں ہے "کسی مسئلہ میں اختلاف کے بعد اتفاق کر لینا اختلاف کے کالعدم ہونے کی دلیل ہے بلکہ اب یہ مسئلہ اجماعی ہو جاتا ہے قاعدہ ۱۴: نیک کام کو شروع کر کے التزام کر لینا مستحسن ہے۔ قاعدہ ۱۵: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہر طرح خدا جل جلالہ کو پسند ہے۔ قاعدہ ۱۶: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب و احترام حضور سید عالم کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ قاعدہ ۱۷: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر، نام اور کلام کی تعظیم بھی حضور کی تعظیم ہے قاعدہ ۱۸: تعظیم کے لیے معظم کا پیش نظر اور محسوس ہونا ضروری نہیں۔۔ قاعدہ ۱۹: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم طریقہ قدیم و جدید ہر طرح سے محمود ہے

قاعدہ ۲۰۰ میں آپ نے تحریر فرمایا کہ ”تعظیم وتوقیر میں عرف و عادت کا بڑا اعتبار ہے۔۔۔ ان تمام قواعد کو قرآن وحدیث، اور آئمہ مجتہدین کے اقوال و کتب سے کثیر دلائل و براہین سے ثابت کئے ہیں۔ واقعی مذکورہ کتاب قابل مطالعہ ہے اور مصنف کے تحریری کامین ثبوت ہے۔“

(اصول الرشاد کے مقدمہ کی تلخیص)

دوسری کتاب ”تفسیر سورہ الم نشرح“ سورہ الم نشرح میں، نبی اکرم، نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا بیان ہے۔

علامہ نقی علی خاں نے اس مختصر سورہ مبارکہ کی تفسیر لکھی ہے۔ اور ماشاء اللہ شان و کمال دیکھیے کہ قرآن کریم کی ۸ مختصر آیات کی تفسیر بڑے سائے کے ۴۵ صفحات پر مشتمل ہے اور اگر اسے دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق پبلش کیا جائے تو شاید ۱۰۰۰ صفحات تک پہنچ جائے اس کتاب کا اردو نام انوار جمال مصطفیٰ ہے۔۔۔ علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا علمی مقام و مرتبہ کس قدر بلند تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگا یا جاسکتا ہے کہ میدان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز انہیں کے خوان علم سے فیض پا کر دنیا سے سنیت کے امام اور دین و ملت کے مجدد اعظم کہلائے اس کا تذکرہ خود امام احمد رضا نے متعدد مقام پر کیا چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب کچھو پچھوی (علیہ رحمۃ القوی) تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے رخصت کے وقت عرض کیا کہ مووی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں پاتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کر دوں حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں۔۔۔ ارشاد ہوا ”ضرورت تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسے میں درس دیں“ رد دہا بیہ اور ”افتا“ یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق (یعنی ماہر طبیب) کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک طبیب حاذق (علامہ نقی علی خاں) کے مطب میں سات برس بیٹھ، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔۔۔ نیز فرماتے ہیں میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم کو بڑی کوشش اور جانفشانی سے (یعنی جان تو زحمت) سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح (یعنی زائد کلام نکالنے کے بعد) آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے۔۔۔ وہی جملے اب تک دل میں بڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے۔

(الملفوفہ حصہ اول ص ۱۴۱)

علامہ نقی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا تحریری، اور علمی و فنی مقام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے ان جملے سے بھی لگا سکتے ہیں جن کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جو دقت، انتظار، وحدت افکار و فہم صائب و رائے ثاقب حق جل و علی نے انہیں عطا فرمائی۔ ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی، فراست صادق کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا۔ وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بروہ کمال اجتماع بہت سنا یہاں آنکھوں دیکھا اصول و فروع اور عقائد و فقہ میں علامہ مفتی نقی علی خاں پر اعلیٰ حضرت کو اعتماد کلی حاصل تھا۔

رئیس الانقیاء علامہ مفتی نقی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے تجرعلی کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کو ہندوستان کے جن دو شخصیت پر اعتماد کلی حاصل تھا ان میں سرفہرست علامہ مفتی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکت ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلیوی فرماتے ہیں آہ آہ، آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانہ ہوش میں دوبندہ خدا تھے جن پر اصول و فروع اور عقائد و فقہ سب میں اعتماد کلی کی جازت حاصل تھی۔ اول، قدس حضرت خاتم المحققین سیدنا ابوالقدس سرہ الماجد کسی کے دس میں یہ خیال گزر سکتا ہے، اعلیٰ حضرت اپنے والد کی تعریف بڑھا چڑھا کر کر رہے ہیں اس شبہ کو بھی اعلیٰ حضرت نے اپنے اس ارشاد سے زائل فرمادیا اور اعلیٰ حضرت جیسے محتاط زبان و قلم والے سے یہ ممکن نہیں کہ کسی اپنے کی تعریف میں مبالغہ ارائی سے کام لے چنانچہ فرماتے ہیں حاش باللہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد و والی ولی نعمت تھے بلکہ اس لیے کہ، الحق، والحق اقول، الصدق والہ بحسب الصدق (یعنی یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں، یہ صدق ہے اور اللہ تعالیٰ صدق کو محبوب رکھتا ہے میں نے اس طبیب صادق کا برسوں مطب پایا اور دیکھا کہ عرب و عجم میں جن کی نظیر نہ آئے یا اس جناب رفیع قدس سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و محض مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متدولہ میں جس کا پتہ نہیں۔۔۔ علامہ نقی علی خاں کا علمی کمال ملاحظہ فرمائیے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں خادم کمینہ کو مراجعت کتب و استخراج جزئیہ یہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے ”ظاہراً“ حکم یوں ہونا چاہیے جو وہ فرماتے وہی لکھتا، یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکالتا تو زیادت مطالعہ نے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا۔ عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا دینی خوشہ چیں وزلہ رہا، جو مکہ معظمہ میں اس پر حاضر ہوا، وہاں کے اعلم العلماء و افتہ الفقہاء سے چھ چھ گھنٹے مذاکرہ علمیہ کی مجلس گرم رہتی۔۔۔ جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دوحرف جانتا ہے۔ اپنے زمانے کے عہد افتاء کے مسئلہ کثیرہ جن میں وہاں کے علما سے اختلاف پڑایا اشتباہ رہا، اس بیچ میرزہ پریش فرمانا شروع کیے جس مسئلہ کا حکم اس احقر نے ان کی موافقت میں عرض کیا آثارِ بشارت ان کے چہرہ نورانی پر ظاہر ہوئے اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، ہمسرا دلیل سے پہلے آثارِ حزن نمایاں ہوئے اور خیال فرماتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔۔۔ یہ اسی طبیب حاذق کی کشف برداری کا صدق ہے۔

(۲) دوم والا حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف۔ پچیس برس فقیر کو اس جناب سے صحبت رہی ان کی سی وسعت نظر و وقت حفظ و تحقیق انین ان کے بعد کسی میں نظر آئی۔ ان دنوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے فتوے پر عمل ہو

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۵۹۵)

علامہ نقی علی خاں کے القاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلیوی نے اپنے والد ماجد کو جن القاب و اوصاف سے یاد فرمایا ہے ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

الامام الہمام (یعنی بلند ہمت امام) والفاضل المظہم (زبردست فاضل) والموثر اطام (علم کا ٹھکانا) والبدرا تمام

(چودھویں کے چاند) حامی السنن (سنتوں کے محافظ) حامی الفتن (فتنہ منانے والے) ذو تصانیف و آثار (عمدہ کتابیں لکھنے والے) بقیۃ السلف (بزرگوں کی نشانی) حجتہ الخلف (اپنے بعد والوں کے لیے دلیل) ناصح الامۃ (امت کے نصیحت کرنے والے) کاشف الغمۃ (مشکلات حل فرمانے والے)

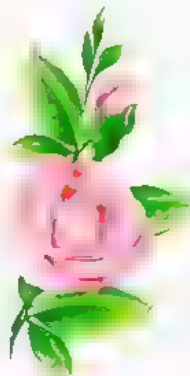
ان کے علاوہ اور بھی القاب و اوصاف ہیں جن کو اعلیٰ حضرت نے اپنے والد علامہ نقی علی خاں کے فضائل و اوصاف بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ ان اوصاف و القاب سے علامہ مفتی نقی خاں کے علمی شان و شوکت کا پتہ چلتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸ ص ۴۹۵)

کسی بھی صحابی کی توہین ناقابل برداشت!

ہمارا مسلک، مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔۔۔ حضرت سید امین میاں (مارہرہ شریف) ”سبھی صحابہ کرام کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ کسی بھی صحابی کی توہین ناقابل برداشت ہے۔ ہمارا مسلک، مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ ہمارے آبا و اجداد نے وصیت کی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔ ہم اپنے مسلک پر قائم و دائم ہیں۔“

”(رٹا، بموقع عرس اس العلماء، 8 جمادی الاولیٰ 1444ھ، بمقام مینارہ مسجد، ممبئی)



اعلیٰ حضرت امام اہلسنت اور اصلاح معاشرہ!

احقر العہد محمد شاہد رضا قادری، رضوی، بریلوی، اسلامپور اتر دینا چور مغربی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

لک الحمد یا اللہ

والصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم!

دن اہو میں کھونا تجھے شب تک سونا تجھے

شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رزق خدا کھایا کیا فرمان حق ٹالا کیا

شکر کرم ترس سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

احباب اہلسنت و حامیان مسلک اعلیٰ حضرت!

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، عرب سے عجم تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے اپنے عہد میں برصغیر کے سب سے بڑے دینی پیشوا تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت رکھنے والے، اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے والے، دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں، دین اسلام کے لیے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، آپ نے اپنے قلم کے ذریعے امت مسلمہ کو باہم اتحاد کا درس دیا، ان کے دلوں میں عشق رسول کی شمع فروزاں کی، عقائد اہلسنت کا تحفظ فرمایا، نت نیسے سراٹھانے والے فتنوں کی سرکوبی کی، اور بد مذہبوں کا رد فرمایا اور اپنے اور اعلیٰ علمی اعتبار سے پستی کے شکار مسلم معاشرے کی اصلاح فرمائی!۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک عظیم فقیہ اور بے مثل مسلم رہنما ہی نہیں تھے۔ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ امت کے ایک عظیم مصلح (یعنی اصلاح کرنے والے) ایک قائد بھی تھے، یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی سازشوں، اور امت مسلمہ کے داخلی و خارجی مسائل پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گہری نظر تھی، مسلمانوں کے حالات و ارباب علمی اور دین سے دوری پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل بہت رنجیدہ و ملول ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پوری زندگی فتنوں کی سرکوبی، اور اصلاح معاشرہ کے لیے بھرپور کردار ادا کیا، آپ کے فتاویٰ جات اور تحریریں، اس امر کا واضح اور بین ثبوت ہیں۔

عقائد میں امت کی اصلاح!

احباب اہلسنت و حامیان مسلک اعلیٰ حضرت! چودہویں صدی ہجری میں مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کا سہرا ہلکا شک وشبہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف امت مسلمہ کے عقائد و نظریات کی حفاظت فرمائی،

بلکہ انہیں ضعیف الاعتقادی کے دلدل سے باہر بھی نکلا، جب لوگوں نے یہ سمجھ کر قبروں پر چراغ جلانا شروع کر دیے کہ اس سے مردوں کا دل بہلتا ہے اور ان کی قبروں میں روشنی ہوتی ہیں، تب امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضعیف الاعتقادی کا خوب رد فرمایا، اور امت مسلمہ کی درست عقائد و نظریات کی طرف رہنمائی فرمائی، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: جس طرح یہاں جہال میں رواج ہے کہ مردہ کو جہاں کچھ زمین کھود کر نہلاتے ہیں، جسے عوام لحد کہتے ہیں، وہاں چالیس 40 رات چراغ جلاتے، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ چالیس 40 شب روح لحد پر آتی ہے اندھیرا دیکھ کر پلٹ جاتی ہے کہ یونہی اگر وہاں جہال میں رواج ہو کہ موت سے چند رات تک گھروں سے شمعیں جلا کر قبروں کے سرہانے رکھ آتے ہوں اور یہ خیال کرتے ہوں کہ سنیے گھر میں بے روشنی کے گھبرائے گا تو اس کے بدعت ہونے کیا شبہ ہے؟ اور اس پتہ پر بھی قبروں کے سرہانے چراغ کے لیے حاق بنانے سے چلتا ہے اور بے شک اس خیال سے جلا نا، فقہ اسراف و تضييع مال ہی نہیں، کہ محض بدعت عمل ہو بلکہ بدعت عقیدہ ہو، کہ قبر کے اندر ان چراغوں سے روشنی اموات کا اس سے دل بہلتا سمجھا!“

دین کا دشمن ہو یا دوست سب کے واسطے! ہے تیری حق گو زباں احمد رضا خاں قادری!

(فتاویٰ رضویہ، کتاب المجتہد، باب احوال قرب موت، رسالہ، بریل، الماراج، ج ۷، ص ۳۱۱)

عقیدہ ختم نبوت پر امت کی رہنمائی!

احباب اہلسنت و حامیان مسلک اعلیٰ حضرت!

جب مسلمانوں کے ایمان کی اساس یعنی عقیدہ ختم نبوت سے، لفظوں کی ہیر پھیر کے ذریعے پھیر چھاڑ کرنے کی کوشش کی گئی، اور بعض بد بختوں کی طرف سے یہ کہا گیا! کہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوا ہو، بھی نہ تمہیں محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا، تب امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فوری طور پر میدانِ عمل میں اترے، اور ہندوستانی مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت فرمائی، اور بحیثیت مصلح امت، عقیدہ ختم نبوت علیہ السلام متعلق رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم اجمعین! کا خاتم یعنی دینا میں تشریف لانے میں آخری جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بد تخصیص ہونا، ضروریات دین سے ہے، جو اس کا منکر ہو، یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے، وہ کافر مرتد ملعون ہے! آیہ کریمہ! وَلَٰكِن الرَّسُولَ اللّٰهُ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ: ہاں (محمد) اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخری نبی ہیں! اور حدیث متواتر! (لا نبی بعدی) کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں! سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً و خلفاً ہمیشہ یہی معنی سمجھے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بد تخصیص، تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا حضور کے بعد، قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال، ناممکن ہے۔

ملک رضا ہے خیر خو خوار برق بار

اعدا سے کہہ دینے متائیں نہ شر کریں!

(صحیح البخاری، باب، مذکر عن علی بن ابی طالب، ص: ۳۱۵۵، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، ص: ۴۷۷، فتاویٰ رضویہ، کتاب الرد والمناخرا، رسائل، انیس، فاقم للبین، ۲۲، ۲۵، مکتبہ)

تحریری صورت میں مسلم امہ کی اصلاح!

حابیہ اہلسنت وحامیان مسلک اعلیٰ حضرت! بعض لوگوں نے جب اپنی جہالت اور شاطرانہ سوچ سے مغلوب ہو کر قرآن کریم کے ترجمہ میں خیریت سے کام لیا، اور اس میں اپنے باطل عقائد و نظریات، اور گمراہ کن کی افکار کی آمیزش کی، تب امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر دینی مصروفیات کے باوجود ترجمہ قرآن، "کنز الایمان" کی صورت میں مسلمانوں کی نظریاتی اصلاح فرمائی، اور "تہبید ایمان" کے ذریعے مسلمانوں کو ان کے شرور و فتن سے آگاہ فرما کر ان کی محبت و مہمٹنی سے دور رہنے کا حکم دیا: فقہی رہنمائی کے حوالے سے بات کی جائے، تو امام اہلسنت امام احمد رضا نے "فتاویٰ رضویہ" کی صورت میں ہزار ہا فقہی مسائل اور فتاویٰ کے ذریعے امت کی اصلاح فرمائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتاویٰ جدیدہ اڈیشن میں تیس ۳۰ جلدوں پر مشتمل ہے، جس کے تقریباً بائیس ۲۲ ہزار صفحات ہیں، جبکہ یہی فتاویٰ رضویہ ۱۴۳۸ھ/ دو ہزار ۲۰۱۶/ میں جدید تحقیق و تحقیق و کچوزنگ، نیز ۱۰۳ تین اضافی فتاویٰ، ۱۷ نیسے رسائل، اور جدید فقہی ترتیب کے ساتھ بائیس ۲۲ جلدوں میں، ادارہ اہلسنت کراچی سے بھی شائع ہو چکا ہے، اور ہندوستان کے جماعت رضا مصطفیٰ و رضا اکیڈمی کے سرپرستی و ہرچم تلے فتاویٰ رضویہ عام و شائع ہو چکا ہے۔۔۔۔

مسلک حق کی ضمانت ہے ترا نام
رضا شان تحقیق ادا کر گیا غامہ تیرا

کفار و مشرکین کے میلوں میں شرکت!

حابیہ اہلسنت وحامیان مسلک اعلیٰ حضرت! ہندوستان میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔۔ البتہ مسلمان اور ہندو اور دیگر آفاقی اور غیر آفاقی مذاہب کی بہ نسبت تعداد میں زیادہ ہیں باہمی معاشرت اور علم دین سے دوری کے باعث ان کے میلوں اور مذہبی تہواروں میں مسلمانوں کی شرکت کا مرض۔۔ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں عام ہو رہا تھا۔۔ یہ بات جب امام اہلسنت کے علم میں آئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مصحلت کا شکار ہوئے بغیر ایک مصلح کا کردار ادا کیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ ان کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ہے (اس کی ممکنہ چار صورتیں ہیں)

- (۱) اگر ان کا مذہب ہی میلہ ہے، جس میں وہ اپنا کفر و شرک کریں گے۔۔ کفر کی آوازوں سے چلا دیں گے، جب تو ظاہر ہے، اور یہ صورت سخت حرام من جملہ کبائر ہے۔۔ البتہ یہ کفر نہیں ہے، ہاں (معاذ اللہ) ان میں سے کسی بات کو پسند کرے یا ہلکا جانے، تو آپ (خود) ہی کافر ہے، اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائے گی اور یہ اسلام سے دور ہے (یعنی بصورت دیگر فاسق ہے)
- (۲) اور اگر مذہبی میلہ نہیں بلکہ ہوا و لعب کا ہے، جب بھی ناممکن کہ منکرات و قبائح، (غیر شرعی امور سے خالی ہو) اور منکرات ممنوعہ شرعی امور کا تماشا بنانا ناجائز نہیں۔۔

- (۳) اور اگر تجارت کے لیے جائے اور میلہ ان کے کفر و شرک کا ہے، جب بھی جانا ناجائز و ممنوع ہے، کہ اب وہ جگہ ان کا معبود۔۔ (یعنی عبادت

گاہ ہے) اور مسجد کفار میں جانا گناہ ہے۔

(4) اور اگر امید ہو ولعب کا ہے، خود اس سے بچے، نہ اس میں شریک ہونہ اسے دیکھے، نہ وہ چیز میں بیچے جو ان کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں، تو جائز ہے، پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے، تو اس سے دوری ہی میں خیر و سلامت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب العقائد و الکلام، ہنود کا مہینہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ہے، ج ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ملقطعاً)

محرم الحرام اور ماہ صفر میں نکاح کی ممانعت کا تاثر!

احباب اہلسنت و حامیان مسلک اعلیٰ حضرت! مسلم معاشرے میں یہ بات غلط طور پر مشہور ہے کہ محرم الحرام اور ماہ صفر میں شادی دہیا وغیرہ نہیں کرنا چاہیے، امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوج کی نفی فرمائی، اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نکاح کسی مہینے میں منع نہیں، لہذا مذکورہ بالا دونوں مہینوں میں نکاح کرنا شرعاً جائز ہے، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز کہ کوئی اس مہینے کی حرمت کو بھول جائے، اور شادی بیاہ کے نام پر ڈھول، باجے تاشے اور ناچ گانے کا اہتمام کرے کہ یہ امور عام ایام میں بھی حرام و ناجائز تھے، اور محرم الحرام میں تو اس کی حرمت مزید اشد ہے، لہذا اگر کوئی شخص نہایت سادگی سے دو شرعی گواہوں کی موجودگی میں نکاح کی سنت ادا کرنا چاہتا ہے تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کوئی شخص اپنے پیٹے یا اپنی بیٹی کی دھوم دھام سے شادی بیاہ کرنے کا خواہاں ہے، تو چاہیے کہ وہ سد ذرائع اور ممکنہ فتنہ و فساد اور انتشار بین المسلمین کے پیش نظر، شادی کو کسی اور ماہ میں مؤخر کر دے تو اور زیادہ بہتر ہے۔ علاوہ ازیں اس موقع پر شہدائے کربلا کے ساتھ ہونے والے قلم و ستم کا یاد کر کے امت مسلمہ، بالخصوص سادات کرام کے دل بھی رنجیدہ ہوتے ہیں، لہذا ان کی ممکنہ دل آزاری سے بچنے اور ان کے حق کی ریاعت کرتے ہوئے حکم جواز کے باوجود، شادی بیاہ کی تقریب کا اعتقاد نہ کرنا بہتر ہے، کیونکہ ضروری نہیں کہ جو کام جائز ہے اسے بہر صورت انجام ہی دیا جائے واللہ اعلم بالصواب۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب النکاح، ج ۹، ص: ۱۳۷)

ڈھونگی پیروں فقیروں کا لمبی لمبی چوٹیاں رکھنا!

احباب اہلسنت و حامیان مسلک اعلیٰ حضرت! آج کل بعض ڈھونگی پیروں اور منگ لوگ، اپنے بال بڑھا کر عورتوں کی طرح لمبی لمبی چوٹیاں رکھتے ہیں، اور ولادت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں، یاد رکھیے ایسے لوگوں کا تصوف سے کوئی لینا دینا نہیں، یہ سب ڈھونگی اور جعلی ساز پیر ہیں یوں کے دام فریب میں ہرگز نہ آئیں!! بد قسمتی سے اب تو حال یہ ہے کہ فیشن (Fashion) کے نام پر ہمارے نوجوان بھی، عورتوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھنے اور کانوں میں بالی وغیرہ پہننے میں فخر محسوس کرتے ہیں، یہ ایک ایسی معاشرتی برائی ہے جسے اپنانے والے پر اللہ رب العالمین نے لعنت فرمائی ہے! امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں حکم شرع بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرد کو سر پر چوٹی رکھنا حرام ہے، رسول اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ۔۔ (لعن اللہ المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهین من الرجال بالنساء!) اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے کہ جو مردوں سے مشابہت (یعنی مردانہ وضع قطع) اختیار کریں، اور ان مردوں پر بھی لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں، خصوصاً کسی کے نام کے چوٹی کہ رسوم کفار ہنود سے

تاجدارِ اہلسنت : قرآن و حدیث کی روشنی میں

(یوم وصال 14 : / محرم الحرام 1402ھ)

(حافظ) افتخار احمد قادری برکاتی

کریم گنج، پورن پور، پٹنہ، مغربی اتر پردیش

امام الفقہاء والمحدثین، مجدد الدین مجدد، ابوالبرکات محی الدین جیلانی، تاجدارِ اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان قادری علیہ الرحمۃ الرضوان کی ذات گرامی دورِ حاضر کے مسلمانوں کے لیے محتاجِ تعارف نہیں۔ شریعت و طریقت، علم و عمل، زہد و ورع، خلوص و لہیت، تقویٰ و تقدس، ثقہ فی الدین اور اس طرح کے سینکڑوں کمالات اس دور میں جس ذاتِ اقدس میں مجموعی طور پر پائے جاتے تھے وہ تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کی مقدس شخصیت تھی۔ وقت کا وہ عظیم المرتبت تاجدار جس کے دربارِ عالی کی گداگری کر کے ہزاروں تاجدار بن گئے۔ جس کے کردار و عمل اور اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر لاکھوں گم گھٹکان راہِ منزل راہِ ہدایت پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ جس کے فیض و کرم کے سمندر سے کروڑوں تشنگانِ فیض و برکات سیراب ہو گئے۔ جس کی نگاہِ کرم سے بے شمار انسانوں کی اجڑی ہوئی زندگیاں سنور گئیں۔ جس کے فیض و برکات کی لازوال نعمت سے استفادہ صرف عوام الناس ہی نے نہیں کیا بلکہ باکمال نفوسِ قدسیہ نے بھی کیا اور جس کے مبلغِ علم کا پھریرا کائنات میں لہرا رہا ہے۔ اسی ذاتِ گرامی کے ادنیٰ مدح سرائوں کی آخری صف میں جگہ مل جانا میں اپنے لئے باعثِ افتخار اور ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔ لہذا ذیل میں اسی عالی شان مرتبتِ ہستی کا تعارف اور عکسِ جمیل آیاتِ ربانی اور فرموداتِ محبوبِ سبحانی کی روشنی میں قارئین کے حوالے کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

تاجدارِ اہلسنت قرآن مجید کی روشنی میں

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔

(پارہ 11_ رکوع 12)

ترجمہ : اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ۔

(پارہ 04_ رکوع 14)

ترجمہ : اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

ولایت کی متعدد منزلیں ہیں :

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے اور انسان اس کا دیدار کرتے ہی اللہ رب العزت کی یاد میں مشغول ہونے پر مجبور ہو جائے۔

متکلمین کہتے ہیں : ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح یعنی پر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا : ولایت نام ہے قرب الہی اور ہمیشہ اللہ رب العزت کے ساتھ مشغول رہنے کا حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا : ولی وہ ہے جو متبع سنت ہو جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا اور نہ کسی چیز کے فوت ہونے کا غم۔

ان علامات کی روشنی میں تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کی بلند شخصیت کو اگر آپ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ ولایت کی کس منزل پر فائز تھے۔ چہرہ اقدس پر نظر پڑتی تو یہ ساختہ دل یہی پکارتا کہ ہمیشہ خدا ہی کی یاد میں مشغول رہو۔ کوئی عقیدہ و عمل شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف نظر نہیں آتا تھا۔ دنیا میں رہ کر اکثر وقت یاد خدا ہی میں گزرتا تھا۔ اتباع سنت کی باری آتی تو مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سب پر پابندی سے یکساں عمل فرماتے۔ گفتار و کردار میں بال برابر بھی فرق نہ ہوتا۔ جو بات زبان پر ہوتی وہی عمل سے ثابت کر کے دکھاتے یہی وجہ تھی کہ آپ کے قلب میں نہ غیر اللہ کا کوئی خوف تھا اور نہ کسی چیز کا کوئی غم۔ اسی لیے کہا گیا ہے : من کان اللہ ثابتاً کان اللہ لہ۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور مشہور مقولے کے مطابق : ولی را ولی می شناسد، ولی کو ولی پہچانتا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کو مادر زادوں کہا جاتے تو بیجا نہ ہوگا کیونکہ آپ کے پیر و مرشد حضرت ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمۃ الرضوان نے یہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب کہ آپ کی عمر شریف چھ ماہ کی تھی کہ یہ بچہ ولی ہے۔ اس سے بڑی ولایت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے جبکہ ایسا عالی مرتبت ولی چھ ماہ کی عمر میں ولی فرماتے اور بیعت کے بعد خلافت سے بھی نوازے یہ ہے۔

پیر و مرشد کی نگاہ میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کا مقام

ان اولیائہ الا المتقون۔

(پارہ 09_ رکوع 17)

ترجمہ : اس کے دوست تو پدید ہیز گاری ہیں۔

الذین امنوا وکانوا یتقون۔

(پارہ 12_ رکوع 12)

ترجمہ : یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پدید ہیز گاری کرتے ہیں۔

یعنی جن کا ایمان اللہ رب العزت کی توحید اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کی حقانیت پر اتنا مستحکم ہوتا ہے کہ ابلیسی و سوسہ اندازی اور کوئی مصیبت انہیں متزلزل نہیں کر سکتی اور ان کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے منور ہوتا ہے غرضیکہ تمام

اخلاق زمیند سے وہ پاک ہوتے ہیں۔ یہی تقویٰ کا وہ بلند مقام ہے کہ جہاں انسان پہنچتا ہے تو اسے غلعت ولایت سے مشرف کیا جاتا ہے اور اس بیکر عجز و نیاز کو وہ بندی عطا کی جاتی ہے جسے دنیا رشتک بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔ اگر کوئی ان کے ایمان و اتقا کا جائزہ لے تو تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان آسمان ولایت کے آفتاب و ماہتاب نظر آئیں گے۔ ایسا مومن کامل جس کے نور ایمان سے سیکڑوں صاحب ایمان ہو گئے اور ایسا متقی و پرہیزگار جس کا کسی نے متح بھی چھوئے ہوئے نہ دیکھا۔ جبکہ ہم تھوڑی سی تکلیف سے متاثر ہو کر رخصت پر عمل کرتے ہیں لیکن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان نے اس مقام پر بھی عزیمت پر عمل کیا۔

انما یخشى الله من عبادة العلماء ان الله عزیز غفور۔

(پارہ 22_ رکوع 16)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بیشک اللہ بخشنے والا عزت والا ہے یعنی وہی لوگ پروردگار عالم سے خوف رکھتے ہیں جو اس کی ذات و صفات اور اس کی عظمت کو پہچاننے میں۔ جتنا علم زیادہ ہوگا اتنا ہی خوف زیادہ ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: مرد یہ ہے کہ مخلوق میں اللہ رب العزت کا خوف اس میں ہے جو اللہ رب العزت کے جبروت اور اس کی عزت و شان سے باخبر ہے، بخاری و مسلم کی حدیث پاک میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت کی قسم! میں اللہ رب العزت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ خوف رکھنے والا۔ ظاہر ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت کے قہر و غضب سے واقفیت نہیں ہوگی تو اس کے قلب میں خوف خدا کس طرح جاگزیں ہوگا اور جب خوف نہیں ہوگا تو صحیح معنی میں اطاعت و بندگی بھی نہیں کر سکے گا۔ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کی حیات طیبہ اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ آپ کا قلب خشیت ربانی سے کس قدر معمور و منور تھا کہ آپ نے کبھی مرضی مولیٰ کے خلاف قدم نہیں اٹھایا۔ فرائض خداوند قدوس کا اس قدر خیال کہ ضعف و نقاہت کے عام میں بھی نماز نہیں چھوڑی۔ متعدد واقعات اس بات پر شہد ہیں کہ آپ نے نماز کی خاطر ترین تک چھوڑ دی اور پھر نماز کے اندر اتنا خشوع و خضوع نظر آتا کہ گویا دنیا و مافیہا سے بے خبر ہیں نماز کا ہر رکن صحیح معنی میں اپنے مقام پر ادا فرماتے تھے۔ یہ سب خوف خدا کے دباؤ میں ورنہ جس کے قلب میں خوف خدا نہ ہو وہ ان صفات کا حامل نہیں ہو سکتا۔

ولا یخافون لومة لائم۔ ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ واسع علیم۔

(پارہ 06 رکوع 11)

ترجمہ: اور وہ کسی ملامت کا اندیشہ نہیں کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ یہ آیت مبرکہ کا ایک ٹکڑا ہے اس سے پہلے پانچ اوصاف حمیدہ ہیں۔ سی آیت میں پروردگار عالم نے اپنے خاص بندوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ اللہ کے پیارے اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ چھٹا اور آخری وصف اللہ رب العزت نے بیان فرمایا کہ ان کو کسی کی مخالفت اور ملامت کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اگرچہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند

علیہ الرحمۃ الرضوان کی ذات مقدسہ ان تمام اوصاف کی حامل تھی لیکن آخری وصفت آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھا یعنی حق بات کہنے میں آپ کو کسی کی مخالفت و ممانعت کا کوئی خوف نہیں ہوتا تھا۔ ہزاروں اور لاکھوں کے مجمع میں بھی اسلحہ پر کسی مقرر سے کوئی بغزش ہوتی تو فوراً اس کی اصلاح فرماتے اور قابل تو بہ بغزش پر توبہ کراتے۔ حق گوئی و بیباکی کی ایسی مثال قائم فرمائی جس کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جس وقت نسبہ کی تحریک چل رہی تھی اور ہر چہار جانب سے یا تو جواز کے فتوے تھے یا غموشی و سکوت کا عالم طاری تھا کسی کی مجال نہیں تھی کہ لب کشائی کرتا۔ کسی کو اپنی جان کا خوف تھا کسی کو اپنی عزت و آبرو کا۔ اس وقت یہی ایک مرد مجاہد تھا جو سر سے کفن باندھ کر میدان جہاد کے اندر کودا اور اپنی جان و مال کا خیال کیے بغیر حرمت کا فتویٰ دے کر یہ ثابت کر دیا کہ اگر یہ یدیت آج بھی جنم لے سکتی ہے اور شریعت مطہرہ کے کسی مسئلہ پر آج آسکتی ہے تو اس کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے آج بھی جیسی کردار ادا کرنے والے موجود ہیں۔ انہیں کسی کی مخالفت و ملامت کا خوف نہیں ہوتا اور یہ اپنی قلت اور دوسروں کی اکثریت کی کبھی پروا نہیں کرتے۔ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے اس کام کے لیے اس دور میں تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کو منتخب فرمایا اور یہ کون تھا جو اس پر آشوب دور میں ایسی استقامت کا ثبوت دیتا اور اپنی ثابت قدمی سے اہل ایمان کے خرمین ایمان کو برباد ہونے سے بچاتا اسی لیے اللہ رب العزت ارشاد فرمایا: اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

تاجدار اہلسنت احادیث کی روشنی میں :

* عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیر یرفقہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اول)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کا قیسمہ بنا دیتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں مصطفیٰ تقسیم کرتا ہوں۔ یعنی اسے دینی علم، دینی سمجھ عطا فرماتا ہے فقہ ظاہری شریعت ہے جو علماء کا منصب ہے اور فقہ باطنی طریقت و حقیقت ہے جو صوفیائے عظام کا مقام ہے۔

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کی شخصیت بایں معنی مجمع البحرین تھی۔ وقت کا وہ تاجدار جس کے علم و فن کے سامنے بڑے بڑے منطقی و فلسفی زانوائے ادب طے کریں۔ جس کے سامنے بڑے بڑے محدث و مفسر اپنی حدیث دانی اور قرآن فیہی کو بیچ سمجھیں جس کے فضل و کمال کا لوہا اپنے ہی نہیں غیر بھی تسلیم کریں اور نقاد فی الدین کا ایسا بادشاہ جو بلا واسطہ امام اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان سے اکتساب فیض کرے اور مسند افتا کا وہ شہنشاہ جس کے بارے میں صدر الافاضل حضرت علامہ سید شاہ نعیم الدین صاحب قہد مراد آبادی علیہ الرحمۃ الرضوان یہ فرمائیں کہ اگر کوئی اس وقت مفتی اعظم ہند ہے تو وہ آپ کی ذات گرامی ہے۔ اور پھر ظاہری علوم و فنون کے اقصیٰ منازل ہی طے نہیں فرمائے بلکہ باطنی علوم کی وی دولت جو چھ ماہ کی عمر میں مسجی تھی اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے غرضیکہ بارگاہ نوری سے آپ کو سب کچھ عطا فرما دیا گیا تھا اسی بارگاہ نوری سے نور لے کر اس طرح عالم کو منور و مجلی

فرمایا کہ ایک زمانے تک عالم اسی نور سے جگمگا رہا ہے گا اور اہل عالم کے کروڑوں افراد کے لیے وہ ضیاء پاش کر نیں مینارہ نور و ہدایت ثابت ہوتی رہیں گی اس امت کی ایسی بلند شخصیتوں کے لیے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا: حکماء، علماء، اتقیا، ابرار کاظمہم من اتفقہ انبیاء یرضون من اللہ بایسر من الرزق ویرضی اللہ منہم بایسر من العمل، وہ علم و حکمت کی کانیں ہوں گے تقویٰ و پدیزنگاری میں قابل تقلید نمونہ ہوں گے، اتفقہ فی الدین اور شرعی اسرار و رموز جزئیات و قواعد و اصول و احکام کی معرفت کے لحاظ سے انبیاء کی مانند ہوں گے، وہ اللہ رب العزت پر تھوڑے سے رزق کے باوجود راضی و شاکر ہوں گے اور اللہ رب العزت ان سے تھوڑے سے عمل کے باوجود راضی ہوگا یعنی محض فرائض و واجبات اور سنن کی ادائیگی پر راضی ہوگا۔ اگر انصاف کی نگاہ سے تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کے شب و روز کا آپ مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی ذات اقدس ان تمام کمالات و فضائل کی حامل تھی اور یہ سب کچھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دین تھی جیسا کہ حدیث پاک کے الفاظ سے ظاہر ہے اور خود بھی اس بات کا پورے طور پر اعتراف رکھتے تھے کہ مجھے یا کسی کو بھی جو کچھ ملتا ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا ہے آپ فرماتے ہیں:

کھاتے ہیں تیرے در کا پیتے ہیں تیرے در کا

پانی ہے تیرا پانی دانہ ہے تیرا دانہ

عن سفیان ان عمر بن الخطاب قال لکعب من ارباب العلم قال الذین یعملون بما یعلمون قال فما اخرج العلم من قلوب العلماء قال الطبع۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اول)

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا: اہل علم کون ہیں؟ انہوں نے کہا: جو اپنے علم کے مطابق عمل کریں پھر آپ نے پوچھا عاموں کے دوں سے کون سی چیز علم کو نکال لیتی ہے تو انہوں نے جواب دیا: لالچ۔

علم کے انوار و تجلیات سے اگر کسی کا قلب روشن ہے تو وہ عالم باعمل ہی ہے۔ بے عمل عام کامقام اسلام کے اندر کچھ نہیں وہ حیوانوں کی طرح ہے جیسا کہ قرآن مجید کا فرمان ہے: کہ وہ گدھے کی طرح ہے جس پر تھامیں لدی ہوئی ہیں۔ اور جب کوئی شخص دنیاوی طمع و لالچ میں گرفتار ہو جاتا ہے تو وہ صحیح معنی میں نہ خدمت دین کر پاتا ہے۔ ورنہ اس کے اندر حق گوئی اور بینا کی رہتی ہے۔ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کی ذات گرامی بے عملی اور دنیاوی طمع و لالچ سے کس قدر پاک و صاف تھی۔ آپ کی حیات طیبہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ نے کبھی بھی اپنے علم کے خلاف قدم نہیں اٹھایا جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ اکثر اوقات آپ نے رخصت پر بھی عمل نہیں فرمایا بلکہ عریضت پر ہی عمل فرمایا کرتے تھے اور دنیاوی طمع و لالچ سے آپ کا دامن کس قدر پاک و صاف تھا نیکو دل و واقعات آج بھی اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اگر کوئی آپ کی خدمت میں نذر پیش بھی کرتا تھا تو بہت مشکل سے قبول فرماتے تھے خاص طور سے ان مواقع پر جہاں زیادہ رقم لوگ پیش کرتے تو اس کو آپ قبول ہی نہیں فرماتے تھے اگر زیادہ اصرار بھی کیا گیا تو صرف ایک روپیہ قبول فرمایا باقی

واپس فرمادیے۔ جیسا کہ الہ آباد میں ایک صاحب نے آپ کو گیارہ سو روپے پیش کئے تو آپ نے صرف ایک روپیہ ہی قبول فرمایا۔
(حیاتِ مفتی اعظم ہند)

اور اس طرح کے بہت سے واقعات موجود ہیں۔ یہ ہے تاجدارِ اہلسنت حضورِ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کا دنیاوی دولت سے استغناء۔ اسی لیے حضورِ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کا قلبِ علم کے انوار و تجلیات سے معمور تھا۔

* قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لہم ثوار ثوادینار اولاد رہما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد اول)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: علماء نبیوں کے وارث ہیں پیغمبروں نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہ بنایا انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ لیا۔

جب انبیاء کرام علیہم السلام نے علما کرام کو اپنا وارث بنایا تو مورث جب اتنے اعلیٰ ہیں تو وارث بھی اعلیٰ درجے پر ہی فائز ہوں گے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے افضل۔ تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے علماء بھی انبیاء سابقین کی امتوں کے علماء سے افضل ہوئے۔ اسی لیے دوسری حدیثِ پاک میں سرکار نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے کہ دوسری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں یعنی جس طرح ان انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو تبلیغ فرمائی انہیں حلال و حرام، فرض و واجب کی تعلیم فرمائی، نیکی و بدی اور معروف و منکر کی وضاحت فرمائی ان کا تزکیہ نفس اور تنقیہ قلب فرمایا اور دنیوی و اخروی فلاح و بہبود کی طرف رہنمائی فرماتے رہے اسی طرح میری امت کے علماء یہ کام انجام دیتے رہیں گے اب قیامت تک کسی نبی و رسول کی ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی۔ تاریخ کے اوراقِ شاہد ہیں کہ ایسا ہی ہوا آج چودہ سو سال گزر جانے باوجود شجرِ اسلام سرسبز و شاداب نظر آ رہا ہے۔ یہ علما کرام کی تبلیغ و تعلیم ہی کا نتیجہ ہے اور ان حضرات کی سعی مشکور ہی کا پھل ہے کہ ہم اور آپ صاحب ایمان نظر آ رہے ہیں ورنہ اگلی امتوں کی طرح اس کو بھی نیست و نابود ہو جانا چاہیے تھا۔

انہیں مقدس ہمتیوں میں تاجدارِ اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضورِ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کی ذاتِ گرامی بھی ہے۔

آپ نے جس طرح دین کی پاسبانی فرمائی اور دینِ اسلام کے فروغ و استحکام کے لیے کتنی جانفشانی سے کام لیا۔ آپ ضعیفی کے عالم میں بھی پورے ملک کا دورہ فرماتے رہے لیکن کبھی اس خدمتِ دین سے نہ تھکے۔ اس دور میں آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو جانا ہی اس بات کی ضمانت تھی کہ اب وہ صحیح معنی میں سنی ہی رہے گا اور کبھی بد مذہبیت اختیار نہیں کرے گا۔ لاکھوں افراد آپ کی بدولت سلسلہِ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہو گئے وہ بہت کم حضرات ہیں جنہوں نے تاجدارِ اہلسنت حضورِ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان کا دیدار کیا ہوا اور بیعت نہ کی ہو بلکہ ہزاروں کی تعداد ان حضرات کی ہے جنہوں نے بغیر دیدار کے بیعت اختیار کر لی۔ بیعت کا سلسلہ آخری ایام تک جاری رہا یہاں تک کہ وصال کی آخری راتوں میں خود حاضر رہنے والے حضرات نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ جس طرح رومال یا چادر کے ذریعے تاجدارِ اہلسنت

لوگوں کو بیعت فرماتے تھے اسی طرح دابہنا ہاتھ اوپر اور بایاں ہاتھ نیچے ہے اور وہی کلمات ادا فرما رہے ہیں جو بیعت کرتے وقت فرماتے تھے لیکن ظاہر میں کوئی شخص وہاں موجود نہیں ہے اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ آپ کے مریدین اور سلسلہ سے وابستہ ہونے والے حضرات صرف انسان ہی نہیں بلکہ جنات کی بھی کثیر تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہے۔ یہ ہے تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی مقبولیت خاص و عام جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ اللہ رب العزت کے نزدیک بھی مقبول ترین نفوس قدسیہ میں شامل تھے۔ کیونکہ انسان عوام و خواص کے درمیان جمعی مقبول ہوتا ہے جب بارگاہِ خداوند قدوس میں اس کو مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب اللہ رب العزت اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل (علیہ السلام) کو بلا تا ہے اور فرماتا ہے اے جبریل! میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پس جبریل (علیہ السلام) بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں منادی کراتے ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو سب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت کا چرچا ہو جاتا ہے اور وہ مقبول خاص و عام ہو جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث پاک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: «طائفة من امتی لیسوا الانبیاء یغبطھم الا انبیاء» میری امت کا ایک گروہ ایسا ہے جو نبی تو نہیں ہے لیکن انبیاء علیہم السلام اس پر رشک کریں گے۔

ظاہر ہے کہ تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جیسی بلند پایہ ہستیاں جب میدان قیامت میں اپنے مریدین مرشدین کے ساتھ جلوہ فرما ہوں گے تو کبھی کبھی نبیوں کی امتوں کا مجموعہ بھی ان کی تعداد کی برابری نہ کر سکے گا۔ یہ ہیں امام الفقہاء والمحدثین اقبال شریعت ماہتاب طریقت تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے محاسن و فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں خداوند قدوس ہم سب کو آپ کی سیرت مقدسہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور صحیح معنوں میں آپ کے نقش قدم پر چلائے۔

مختصر سوانح تاجدار اہلسنت :

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت 23 / ذی الحجہ 1310ھ مطابق 1892ء کو محلہ خواجہ قطب بریلی شریف میں ہوئی جو آپ کے چچا استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی رہائش گاہ تھی۔ سید یوسفی کے اعتبار سے آپ کا تارخگی نام، محمد، ہے۔ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مارہرہ مطہرہ میں ولادت سے ایک روز قبل خواب میں دیکھ کر ہی آپ کا نام، آل رحمن، رکھا دوسرے دن حضرت سراج السالکین مولانا شاہ ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے ولادت باسعادت کی خوش خبری سنائی اور ابوالبرکات محی الدین جیلانی نام رکھا اور فرمایا: مولانا جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا وہ بچہ بہت مبارک ہے، تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیم حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیر نگرانی شروع ہوئی اور آپ کے

برادر اکبر حضور مجتہد الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کے مخصوص اساتذہ کرام میں سے ہیں۔ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات طیبہ ہی میں آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے اور ساتھ ہی فتویٰ نویسی کا کام بھی جاری رکھا۔ کثرت فتویٰ کے باعث تدریس کو چھوڑ کر مکمل فتویٰ نویسی اختیار فرمائی جو پوری عمر جاری رہا۔

آخری ایام میں اگرچہ یہ کام آپ اپنے دست مبارک سے نہیں فرماتے لیکن فتویٰ سننے اور اپنی مہر تصدیق ثبت فرمانے کا کام جاری رہا آج بھی ہزاروں فتاویٰ صفحہ قرطاس پر موجود ہیں جس کی دو جلدیں پہلے بنام فتاویٰ مصطفویہ کے نام سے منظر عام پر آئیں پھر اس کے بعد فتویٰ مفتی اعظم ہند سات جلدوں میں زیر طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئیں۔ آپ کی تصانیف میں الموت الاحمر علی کل الخس اکفر، ادخال السنن، القول العجیب، تنویر الحجہ، وقعان السنن، وہابی کی تفتیہ بازی، وغیرہ ہیں۔

چھ ماہ کی عمر میں حضرت مولانا شاہ ابوالکھین احمد نوری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی شریف تشریف لائے اور آپ کو دیکھ کر امام احمد رضا خان قادری سے ارشاد فرمایا: مولانا! مبارک ہو یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت انجام دے گا مخلوق خدا کو اس سے بہت فیض پہنچے گا یہ بچہ ولی ہے۔ اس کے بعد آپ کے دہن مبارک میں انگشت مبارک رکھی اور اسی وقت مرید کر کے حملہ سلاسل کی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی۔

آپ کا وصال مبارک 14 / محرم الحرام 1402ھ مطابق 12 / نومبر 1981ء بروز جمعرات شب میں 01 / بکر 40 / منٹ پر واصل بحق ہو گئے۔ 15 / محرم الحرام بعد نماز جمعہ نماز جنازہ وسیع و عریض میدان میں لاکھوں حضرات نے ادا فرمائی جس میں ہندو بیرون ہند کے لوگوں نے شرکت کی آپ کو سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ اسام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

(سوانح حضور مفتی اعظم ہند)

از: (حافظ) افتخار احمد قادری برکاتی

کریم گنج، پورن پور، پبلی بحیثیت، مغربی اتر پردیش



نوٹ :

مجلس ادارہ تحقیقات کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ ماہنامہ کو ہر طرح کی غامیوں سے پاک صاف رکھا جائے پھر بھی بقا ضائع بشریت کہیں کوئی کمی و بیشی نظر آئے تو آپ اپنی خوش دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ادارہ کو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

مدیر اعلیٰ: ماہنامہ تاج الشریعہ راج محل
عبید رضا محمد ربیع الاسلام عاشقی رضوی راج محل
ناظم اعلیٰ:

حضرت علامہ مولانا برکت رضا مصباحی راج محل

موبائل نمبر 7782972091 // 6297394527

لیٹ ہونے کے لئے معذرت چاہتا ہوں میری کچھ مجبوری تھی امید ہے کہ آپ سب اپنا چھوٹا بھائی سمجھ کر معاف کر دیں گے
العارض شارق رضا رضوی فردوسی بھاگلپوری تین پہاڑ